اسلامی اقدار کا نقیب

19/27

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

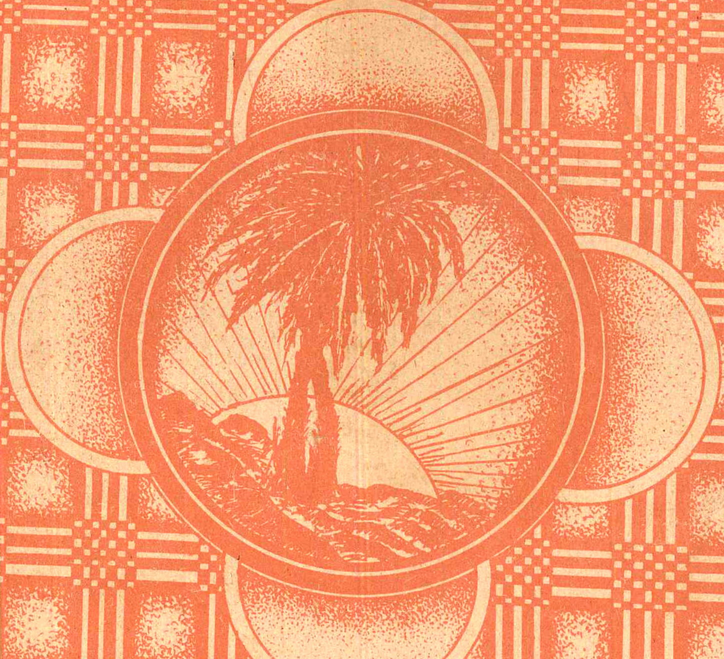

اسلامی نظام خالی باتوں سے قائم نہیں ہو سکتا اگر دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے دوش بدوش کھڑا ہونا ہے تو ان لوگوں کے علوم و فنون سیکھنے ہوں گے مگر مشکل یہ ہے کہ ہم ان کے علوم کو سیکھتے سیکھتے اپنے دین و مذہب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ جب تک کوئی ملک اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو۔ اس زمانہ میں دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا۔

(حضرت رائے پوری)

زار و زبوں

اجنبی ہے شرعِ پیغمبرؐ یہاں
حکمراں ہیں آمر و خود سر یہاں

ہیں شہنشاہی رعونت کا شکار
پیروانِ ساقیِ کوثرؐ یہاں

پوچھتا ہوں دیس کے نیتاؤں سے
کس لیے پہرے ہیں سوچوں پر یہاں؟

کیوں پسِ دیوارِ زنداں ہیں شریف؟
کیوں کھلے پھرتے ہیں اہلِ شر یہاں؟

پاسبانِ مُلک ہیں، اے ہم نوا
کچھ "سروں" کی ذرّیت، کچھ "سر" یہاں

عیش کے پرچم اُڑاتے ہیں رذیل
بندۂ مزدور ہے مُضطر یہاں

مُنہ کو آتا ہے کلیجہ ہم نشین
مَیں نے دیکھے ہیں عجب منظر یہاں

میرے ابنائے وطن ہیں ان دنوں
بُھوک سے زار و زبُوں اکثر یہاں

خُون جن کا زینتِ گلشن بنا
پھر رہے ہیں اب وُہی در در یہاں

قوم کے خدمت گذاروں کے لیے
ہاتھ میں، قانُون کے، پتھر یہاں

کب نہ جانے خوابِ غفلت سے اُٹھیں؟
عاشقانِ خالدؓ و بُوذرؓ یہاں!

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۷

جمعۃ المبارک ۱۱ جولائی ۷۵ء ۔ ۳۰ جمادی الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

ادارية

اکرام القادری

قانون کے محافظ

عوامی دورِ حکومت میں گذشتہ تین سال سے جمہوریت اور جمہوری اداروں کی جو درگت بنائی جا رہی ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ اربابِ اقتدار جمہوریت کو مکمل طور پر ملک بدر کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ عوام کی آزادانہ رائے سے معرضِ وجود میں آنے والے اس ملک میں آزادئ رائے عنقا ہو کر رہ گئی ہے۔

موجودہ حکومت کی جمہوریت کشی کے واقعات شمار کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں۔ اس کے لیے دفترِ بے پایاں اور مدت ہائے دراز درکار ہے۔ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ شاید ہی حکومت کا کوئی ایسا اقدام ہو جس کا سرا جمہوریت کی مکمل تدفین و تکفین سے نہ جا ملتا ہو۔

حکومت کی جمہوریت کشی کے ہزاروں واقعات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم اس تازہ ترین واقعہ سے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں جو گذشتہ دنوں متحدہ جمہوری محاذ لاہور کے جلسے میں ہوا جس پر ہم نے سن سنا کر یقین نہیں کر لیا، بلکہ خود دیکھا ہے۔

متحدہ جمہوری محاذ کا یہ جلسہ محاذ کی رابطۂ عوام مہم کے سلسلے میں منعقد ہو رہا تھا۔ جلسہ سراسر آئینی اور قانونی جواز لیے ہوئے تھا، کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ متحدہ محاذ کا جلسہ دفعہ ۱۴۴ کی زد سے بال بال بچا تھا۔ ہم خود بھی ایک حد تک اس خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے کہ شاید اربابِ اختیار حسبِ روایت محاذ کے جلسہ پر بروقت پابندی نہ لگا کر اپنی گرتی ہوئی ساکھ کی بحالی کا سامان فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ گو عارضی طور پر ہی سہی، لیکن ہماری یہ تمام تر خوش فہمی کافور ہو گئی جب ہم نے قانون کے محافظوں کے ہاتھوں محاذ کے رہنماؤں پر پتھروں اور اینٹوں کی بارش ہوتے دیکھی۔ یہ پتھر اور اینٹیں ہمارے اردگرد بھی گرے، مگر جو سعادت ملک قاسم صاحب اور محاذ کے دیگر کارکنوں کے حصہ میں آئی تھی ہم اس سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔

پتھروں کی بارش اور پٹاخوں کے شور کے باوجود زندہ دلانِ لاہور اور متحدہ محاذ کے جری و بہادر رہنماؤں نے جس جرأت و پامردی کا ثبوت دیا وہ لائقِ صد تحسین و آفرین ہے۔ ہم بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے تھڑدلوں کے ساتھ اگر اس قسم کا واقعہ آ جاتا تو وہ یقیناً اسٹیج چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ یہ عوامی مچھندر پولیس اور ایس ایف ایس کی رائفلوں کے سہارے اپنی طبعی عمر گزار سکتے ہیں (جو عنقریب پوری ہونے والی ہے) لیکن محاذ کے بہادر رہنماؤں کی طرح شجاعت کے اَن مٹ نقوش صفحۂ تاریخ پر ثبت نہیں کر سکتے۔

ہم حیران ہیں کہ پتھروں کی بارش ہو رہی ہے اور مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب بھٹو آمریت کا تانا بانا ادھیڑ رہے ہیں۔ مجال ہے کہ پائے استقلال میں جنبش آ جائے۔

اس میں شک نہیں کہ محاذ کے رہنماؤں اور زندہ دلانِ لاہور نے جلسہ ناکام بنانے کی مذموم کوشش ناکام بنا دی اور آمریت کی شطرنج کے مہرے خائب و خاسر رہے، لیکن ہم محاذ کے رہنماؤں اور کارکنوں کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کریں گے کہ وہ موجودہ حکومت سے کسی قسم کی شرافت کی توقع نہ رکھتے ہوئے

باقی صـــ پر

رپورٹنگ : قمر ہاشمی

متحدہ جمہوری محاذ وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کیلئے جہاد جاری رکھے گا

شہری آزادیاں سلب کر کے جمہوری عمل میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے

سرکاری ذرائع ابلاغ سے اپوزیشن کے خلاف پروپیگنڈہ بند کیا جائے : مفتی محمود

گزشتہ ماہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ نے مانسہرہ ایبٹ آباد اور بفہ وغیرہ کا دورہ فرمایا تھا آپ کا یہ دورہ انتہائی کامیاب دورہ تھا۔ آپ نے ان علاقوں میں عام جلسوں سے بھی خطاب کیا جن میں عوام نے والہانہ شرکت کی۔

ایبٹ آباد کے عظیم الشان جلسہ میں آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ نذر قارئین کیا جا رہا ہے یہ فقید المثال جلسہ متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام مولانا فقیر محمد صاحب کے زیر صدارت باغ جناح میں منعقد ہوا تھا۔

قائد حزب اختلاف و قائد جمعیۃ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عملی طور پر ملک میں یک جماعتی نظام حکومت قائم ہو چکا ہے اور اب عوام پر مکمل طور پر آمریت مسلط کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے انہوں نے ملک میں سیاسی عدم استحکام، افراتفری، بدامنی اور انتشار کی ذمہ داری ارباب اقتدار پر ڈالی۔ آپ نے کہا کہ اگر عوام نے متحدہ قوت کے ساتھ آئینی جدوجہد کے ذریعہ موجودہ حکومت کو الگ نہ کیا تو ملک کی سالمیت، بقا اور تحفظ انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عوام کی غالب اکثریت پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت سے بیزار ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ چکی ہے اس لیے "عوامی حکومت" کو جمہوریت پسندی اور عوام دوستی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے بلا تاخیر رضاکارانہ طور پر اقتدار سے الگ ہو جانا چاہیے۔

قائد جمعیۃ نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ متحدہ جمہوری محاذ وطن عزیز کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے سلسلے میں جو جہاد کر رہا ہے۔ اسے کامیابی سے ہمکنار کر کے ہی دم لے گا۔ اور جہاد کے دوران بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ آپ نے کہا کہ اگر سپریم کورٹ نے ہماری کسی اتحادی جماعت کو وطن دشمن قرار دیا تو ہم اس سے وہی سلوک کریں گے جو محبان وطن غداروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے اس واضح تضاد پر حیرت کا اظہار کیا کہ جن لوگوں پر یہ الزام ہے کہ وہ ملک توڑنے کی فکر میں ہیں ان سے باز پرس تک نہیں کی جا رہی۔ آپ نے استفہامیہ انداز میں کہا کہ موجودہ ارباب حکومت نے جو پاکستان کے سب سے بڑے وفادار اور محافظ ہونے کے دعویدار ہیں آخر عظیم پاکستان کے قاتلوں کو کیوں کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔

آپ نے اسمبلیوں کے بائیکاٹ سے متعلق سرکاری ذرائع ابلاغ اور حکومتی پروپیگنڈے کو شرانگیز اور گمراہ کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہمہ مقتدر شخصیت کی آمرانہ روش اور ہٹ دھرمی کی بدولت چونکہ ہم عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے اپنے فرائض بحسن و خوبی ادا کرنے کے قابل نہیں رہے اس لیے ہم اسمبلیوں کا بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہو گئے آپ نے کہا: اگر حکمران جماعت اور وفاقی حکومت کے سربراہ ہمیں قومی و صوبائی اسمبلیوں میں دیکھنے کے خواہش مند ہوتے تو وہ پارلیمنٹ کی حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں طے پانے والے ۶ فروری کے معاہدے کی توثیق کے بعد اس سے راہ فرار کبھی اختیار نہ کرتے۔ مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ ملک بھر میں بیک وقت اور تسلسل و تواتر کے ساتھ دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ موجودہ حکومت ملکی دستور کا منہ چڑا رہی ہے آپ نے کہا کہ ملک کے آئین میں اجتماع، تحریر و تقریر کے علاوہ جن شہری آزادیوں اور جمہوری حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے انہیں مکمل طور پر سلب کر کے جمہوری عمل میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے۔

قائد جمعیۃ نے آزاد کشمیر کے سیاسی واقعات پر رنج و افسوس کا اظہار کیا اور اس الزام کا اعادہ کیا کہ یہ سب کچھ شملہ معاہدے کی خفیہ دفعات کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ آپ نے اس امر پر انتباہ کیا کہ بلوچستان اور سرحد کے قلعے فتح کر لینے کے بعد آزاد کشمیر کے حصار کی فتح نہ صرف پیپلز پارٹی کو مہنگی پڑے گی بلکہ اس سے پاکستان اور کشمیری عوام کو بالآخر ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ نے اس ضمن میں یہ بھی کہا کہ کشمیریوں کے ساتھ موجودہ برسر اقتدار گروہ کی دلچسپی، ہمدردی اور محبت کا اندازہ اس ایک بات سے ہی لگا لیجئے کہ پاکستان کے دستور میں کشمیر کا ذکر تک نہیں۔

جلسہ میں ان مطالبات پر مشتمل قرار دادیں بھی منظور کی گئیں تا کہ اس ناقص منصوبہ بندی کی اصلاح کی جائے جو روز بروز گرانی پر منتج ہو رہی ہے

باقی صـ ۱۸ پر

ترتیب: حافظ مقصود احمد

مبلغین کے دس فرائض

از افادات: مخدوم العلماء حضرۃ مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یسئلونك عن الانفال۔
قل الانفال للہ و الرسول
فاتقوا اللہ و اصلحوا
ذات بینکم و اطیعوا اللہ
و رسولہ ان کنتم
مومنین ٥

ترجمہ: لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ آپس میں صلح رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، اگر تم مومن ہو۔

گذشتہ باب میں مبلغین کے فرائض کا ذکر تھا، مجاہدین کو مبلغین کے ساتھ ایک طرح کا خصوصی تعلق ہے۔ اصل میں دونوں مجاہدین ہیں۔ ایک جہاد باللسان (زبان کا جہاد) کر رہا ہے اور دوسرا جہاد بالسنان (تلوار کے ساتھ جہاد) میں مصروف ہے۔ مقصد دونوں کا اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ مشرکین و کفار کو اولاً زبان کے ساتھ سمجھانا چاہیے اگر وہ اپنے غلط عقیدہ سے تائب ہو جائیں تو فبہا، لیکن اگر وہ عناد پر اُتر آئیں تو جہاد بالسنان کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ اس لیے اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا ہوگا۔

پہلا فریضہ (التزام تقویٰ من اللہ)

حکم ہے کہ جب جہاد کے لیے نکلو تو تقویٰ اپنا شعار بناؤ۔ فاتقوا اللہ۔ اسی سورۃ انفال میں ایک جگہ فرمایا:

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا
اللہ یجعل لکم فرقانا۔

اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا تو تم کو غلبہ عطا ہوگا اور تم کو حق و باطل کا معیار بنا دیا جائے گا۔

گویا نصرتِ خداوندی حاصل کرنے کی پہلی شرط پرہیزگاری کو اپنانا ہے۔

دوسرا فریضہ۔

و اصلحوا ذات بینکم۔

اور آپس میں صلح رکھو۔

قرآن پاک میں دوسری جگہ فرمایا:

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا
بین اخویکم۔

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو اگر مسلمان آپس میں جھگڑ پڑیں تو حکم ہے

فاصلحوا ذات بینھما

کہ ان کی آپس میں صلح کروا دیا کرو۔

تیسرا فریضہ (التزام عدل)

جنگ اور صلح ہر حالت میں عدل و انصاف سے کام کرو۔

ان اللہ یحب المقسطین

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

یہاں تک جن لوگوں کے ساتھ خاص تمہاری جنگ ہے ان سے بھی عدل سے پیش آنے کا حکم ہے۔

لا یجرمنکم شنأن قوم
علی الا تعدلوا۔ اعدلوا۔

کسی قوم سے مخالفت بھی تمہیں جادۂ عدل و انصاف سے نہ ہٹانے پائے۔

چوتھا فریضہ اخلاص نیت

مجاہد کا مقصد جہاد صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقاتلوھم حتی لاتکون
فتنۃ و یکون الدین کلہ
للہ۔

اور لڑو اُن کفار سے، یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے

ہو جاتے۔

قتال سے مقصد یہ ہو کہ شرک ختم ہو جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قاتل لتكون كلمة الله
هي العليا فهو في
سبيل الله۔

دین حق کو غالب کرنا مومن مجاہد کا مقصدِ زندگی ہونا چاہیے۔

پانچواں فریضہ التزام استقلال

جب کفر کے مقابلے میں آ کھڑا ہو تو پھر پیٹھ پھیرنا حرام ہے۔

واذا لقيتم فئة فاثبتوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اياكم والفرار من الزحف
وان هلك الناس۔

جنگ کے وقت اگر تمام لوگ بھی بھاگ جائیں تو ایک مومنِ صادق کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ ڈٹا رہے کافروں سے ڈر کر بھاگنا مسلمان اور اسلام کی تذلیل ہے۔ جو سراسر حرام ہے۔

چھٹا فریضہ (التزام ذکر اللہ)

جیسا کہ چوتھے فریضے میں گذر چکا ہے کہ جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ لوگوں کو اللہ کا فرمانبردار بنانا ہے، لہذا ضروری ہوا کہ خود مجاہد ذکر اللہ سے غافل نہ ہو، بلکہ حکم ہے کہ جنگ کے وقت ثابت قدم رہو اور "اذکروا اللہ" ہاتھ میں تلوار ہو، زبان پر ذکر خدا ہو اور دل میں تائید الٰہی کا ایقان ہو۔

ساتواں فریضہ (اجتناب عن الاختلاف)

حکم خداوندی ہے۔ ولا تنازعوا۔

یعنی آپس میں مت جھگڑو، ورنہ اس اختلاف کا نتیجہ ہوگا، فتفشلوا۔ کہ تم بزدل ہو جاؤ گے۔ یہ بدیہی بات ہے کہ جب اپنوں ہی سے بگاڑ پیدا کر لیا تو غیروں کو ہم سے ڈرنے کی کیا ضرورت۔ اختلاف سے رعب ختم ہو جاتا حالانکہ جنگ میں دشمن پر غالب آنے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز اسی رعب کا پیدا کرنا ہے۔

آٹھواں فریضہ (التزام صبر)

جہاد میں تکلیفیں بھی آتی ہیں، زخمی بھی ہوتے ہیں اور قتل بھی ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں پر مجاہد کا فریضہ یہ ہونا چاہیے:

واذا اصابتهم مصيبة
قالوا انا لله وانا اليه راجعون

اور صبر کو اپنا شعار بنائے۔ اس صبر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی معیت ہے۔ یعنی دنیا میں کامیابی اور آخرت میں جزا۔

نواں فریضہ (ادائے نماز)

سفر اور حضر، ہر حال میں نماز کو وقت پر ادا کرنے کا حکم ہے۔

ان الصلوٰة كانت على
المؤمنين كتاباً موقوتاه

نماز مومنوں پر وقت پر فرض کی گئی ہے۔

یہاں تک کہ اگر ہمیں معرکۂ جنگ ہو تو اس وقت بھی نماز کو ادا کرنے کا حکم ہے جس طریق قرآن پاک میں مذکور ہے:

واذا كنت فيهم فاقمت
لهم الصلوٰة فلتقم
طائفة منهم ....

حالتِ جنگ میں دو گروہ بن جائیں ایک کفار سے برسرپیکار رہو اور دوسرا پیچھے ہٹ کر نماز ادا کرے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل نے صلاۃ خوف ادا کرنے کی شرح فرما دی۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ نماز فارغ لوگوں کے لیے ہے، بلکہ نمازوں کا التزام سب کے لیے ہے۔ تکلیف جتنی زیادہ ہو، یاد خدا میں اتنا ہی انہماک ہونا چاہیے۔

دسواں فریضہ (اجتناب عن الجبن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اعوذ بالله من الجبن۔

اے اللہ! مَیں بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

المؤمن ليس بجبان۔

مومن بزدل نہیں ہو سکتا۔

کفار کے مقابلے میں بزدلی دکھانے سے باز رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تهنوا في ابتغاء القوم
ان تكونوا تألمون فانهم
يألمون كما تألمون و
ترجون من الله ما لا
يرجون۔

دشمن کے مقابلے میں بزدلی مت دکھاؤ ان کے ساتھ مقابلے میں اگر تمہیں تکلیف پہونچتی ہے تو تمہاری طرح انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کے ہاں سے اجر کی امید ہے اور انہیں اجر کی امید نہیں۔

پھر مومن کی شان تو یہ ہے کہ جیت گیا تو غازی اور مر گیا تو شہید۔

قل هل تربصون بنا الا
احدى الحسنيين۔

اُحد کی لڑائی میں مسلمان دل برداشتہ ہوئے تو فرمایا:

ان يمسسكم قرح
فقد مس القوم
قرح مثله۔

اگر اُحد کی لڑائی میں تمہیں تکلیف تو بدر

باقی ص۹ پر

مرسلہ : ڈاکٹر احمد حسین کمال

اسرائیل حقائق کے آئینے میں

آجکل ایک اسرائیلی کمپنی نہتیوے نفت صحرائے سینائی کے تیل کے ذخائر کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہے وہ سینائی جو مصر کا تھا۔ وہاں سے تقریباً ۶۰ لاکھ ٹن تیل سالانہ نکالا جاتا ہے اور اسرائیل چالیس کروڑ ڈالر سالانہ کما رہا ہے۔ اسرائیلی اخبارات قصداً یہ اعداد و شمار چھپاتے ہیں پھر بھی کبھی کبھی ایسی چیزیں پھوٹ ہی جاتی ہیں۔

اخبار حآرز کے ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء کے شمارے میں خبر چھپی کہ دفاعی اجاروں کے نتیجے میں اسرائیل کی صنعت نے بڑی تیزی سے ترقی کی اور اسے بے حد مالی فائدہ پہنچا۔"

یاد رہے کہ صیہونیت کی لغت میں دفاعی اجاروں سے مراد غیر اسرائیلی علاقے ہیں جن پر وہ قابض ہو گئے ہیں۔ اسرائیلی صحافی اعتراف کرتے ہیں کہ ایک عرصے تک دفاع اور تحفّظ سرکاری پروپیگنڈے کے مخصوص الفاظ تھے جن کی آڑ لے کر عربوں پر مجرمانہ اور جارحانہ کاروائیوں کو بھی امن و تحفّظ کا کارنامہ بتایا جاتا تھا۔ اور انہی کی آڑ میں خود اسرائیل کے محنت کشوں کو بھی جی بھر کے بیوقوف بنایا جاتا تھا۔ یہی روایت اب بھی جاری ہے۔

بہرحال حآرز کے نامہ نگار، رومن پریسٹر کے مطابق گذشتہ دو سالوں میں صنعتی پیداوار ۵۰ فیصد بڑھی ہے جس کی قیمت دس ارب ۷ کروڑ پونڈ کے لگ بھگ ہے۔"

اسلحہ سازی کے کارخانوں کی کارکردگی اور برآمدات پر بھی پریسٹر نے اسرائیل کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فوجی بوٹ کے تسمہ سے لے کر طیاروں کے قیمتی پرزوں تک گوناگوں فوجی مصنوعات دھڑا دھڑ برآمد ہو رہی ہیں۔ وزارتِ دفاع کے کمپیوٹر کے مطابق ان اشیاء کے ۵۵۰۰ مستقل خریدار ہیں۔ صنعت کاروں اور برآمد کنندگان کی تجوریاں تیزی سے بھر رہی ہیں۔"

مگر ـــــ ایک چیز جس پر نامہ نگار نے توجہ نہیں کی یہ ہے کہ بہت سے صنعت کار اس بات سے پریشان ہیں کہ امن ہو گیا تو کیا ہو گا؟

یہ خوف صرف صنعت کاروں اور تاجروں ہی کو ہراساں نہیں کر رہا بلکہ فوجی، توسیع پسند اور دفتری لوگ بھی اس سے پریشان ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لیکود بلاک قیامِ امن کی کوششوں کی شدّ و مد سے مخالفت کرتا ہے اور اسرائیل کے بڑے بورژوا اور دائیں بازو کے فسطائیت پسند عناصر بھی امن کے خلاف ہیں۔

"یہ انتہا کی ابتداء ہے" میناہم بیگن، بورژوا داؤں کا لیڈر اس وقت "یاسیت" میں چیخ پڑا جب اسرائیل میں معاہدے کی بات ہو رہی تھی۔

یہی صیہونی ذہنیت ہے اور اس کی توسیع پسندی متقاضی ہے کہ اس وقت تک امن نہ کیا جائے جب تک عرب علاقوں اپنا غلام بنا کر نو آبادی نہ بنا لیا جائے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مطالبہ صرف اسرائیلی سرمائے کا نہیں بلکہ ان غیر ملکی سرمایہ داروں کا بھی ہے جنہوں نے اسرائیلی کارخانوں میں اپنا روپیہ لگا رکھا ہے۔

اسرائیلی کمیونسٹوں کے مطابق دراصل اسرائیل کی جارحیت اور توسیع کی پالیسی ہی ہے جس نے ملک کو بری طرح امریکی اجارہ داریوں کا دستِ نگر بنا دیا ہے۔

ورلڈ مارکسسٹ ریویو میں ایک اسرائیلی کمیونسٹ تامار کورنگی لکھتا ہے "اسرائیل کے تمام بااثر سرمایہ کار گروپ جون ۱۹۶۷ء سے پہلے ہی سے بیرونِ ملک سرمایہ داروں سے گٹھ جوڑ رکھتے ہیں۔ فوجی اقتصادیات کی توسیع کے ساتھ بین الاقوامی اجارہ داریوں کا دخل افواج میں بھی بڑھ گیا ہے اور فوجی ضروریات کی پیداوار ان کی دست نگر ہو کر رہ گئی۔ فوجی شعبے میں بجلی کا ساز و سامان اور فولادی اور غیر فولادی اشیاء کی تیاری اور فراہمی بالخصوص اپنی اجارہ داریوں کے قبضے میں ہے۔ ایک محتاط جائزے کے مطابق :۔

جنرل ٹیلیفون اینڈ الیکٹرونکس (تاریدان کنٹرول ڈاٹا (البت اور کنتال) موٹرولا (نجی کارخانہ) مائلز لیبوریٹری اور مانسانتو سونسول)، براہِ راست امریکی کاروبارِ فوجیات سے متعلق اور امریکی وزارتِ دفاع

کی سپلائی سے منسلک ہیں۔ امریکہ میں اسرائیل کے اثر و رسوخ کا انحصار ہی اس سپلائی پر ہے۔"

اسرائیل پر غیر ملکی سرمایہ داری کا کتنا اثر و رسوخ ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے کیجیے کہ ۱۹۷۲ء میں ۱۹۶۶ء کے مقابلے میں ۳ء۴ فیصد زیادہ اور ارب کروڑ ڈالر رقم کا غیر ملکی سرمایہ اسرائیل میں لگا ہوا تھا۔ یہ مقامی اور غیر ملکی سرمایہ ہی در اصل اسرائیلی حکومت کی پالیسی کا تعین کرتا اور اسرائیل کی توسیع پسندی اور جارحیت سے ہر طرح ہم آہنگ ہے۔ اس لیے اسرائیل امن کے بجائے جنگ کا خواہاں ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح عرب علاقوں پر قابض جائے۔ گزشتہ دنوں تل ابیب کے انحراف سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اسے مجبوراً فائر بندی کرنی پڑی اور فوجی کاروائیاں روکنی پڑیں۔ پھر بھی اسرائیلی توسیع پسندوں نے ابھی تک اسے دل سے قبول نہیں کیا ہے۔

اسی لیے ۹؍فروری ۱۹۷۴ء کو گولڈامیئر نے اعلان کیا کہ ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم جون ۱۹۶۷ء کی فائر بندی کی حدود پر واپس لوٹ جائیں۔ نیز ہم ان حدود میں بشمول شہر قنطیرہ سے کوئی ردّ و بدل بھی قبول نہیں کریں گے۔"

اخبار "داور" کے ۱۰؍فروری ۱۹۷۴ء کے شمارے کے مطابق اسرائیلی سربراہ گولڈامیئر گولان کی پہاڑی اور اس کے قرب و جوار کے تمام علاقے کو اسرائیل کا حصہ سمجھتی ہے۔"

۱۱؍فروری کو اسرائیلی ریڈیو اور اخبارات نے گولان کے مرکزی حصے میں پانچ سے آٹھ ہزار افراد کا ایک شہر بسانے کے منصوبے کا بھی اعلان کر دیا۔ یہ بھی خبر آئی کہ اسرائیل کی فوجوں نے مجوزہ جگہ کی صفائی بھی کر دی ہے تاکہ سڑکوں اور پائپ لائنوں کا جال بچھایا جا سکے۔ یہ طے پایا ہے کہ پہلے وہاں اسرائیلی فوجوں کو آباد کیا جائے گا۔ یہ سارے اقدامات بجائے خود معنی خیز ہیں اور توسیع پسندی اور عرب علاقوں کے الحاق کی غمازی کرتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۷۳ء کی شکست کے بعد اسرائیلی حلقے بعض خاص مقاصد کے لیے اپنے علاقوں کے دعوے چھپا رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے جنگ سے پہلے حکمران لیبر پارٹی نے نام نہاد گیلیلی دستاویز کو اپنا منشور بنایا تھا جس میں عرب علاقوں کے الحاق اور وہاں یہودیوں کی آبادکاری کا حتمی وعدہ کیا گیا ہے۔ جنگ کے بعد پارٹی نے اپنا ۴ نکاتی پروگرام بھی پیش کیا جس میں اسے امن پسندی کا نام دیا گیا تاکہ دنیا کو مغالطہ دیا جا سکے۔

اس پروگرام میں ۴؍جون ۱۹۶۷ء کی حدود پر واپسی اور فلسطینی عربوں کو ان کے حقوق دینے سے بالکل صاف انکار کیا گیا اور کہا گیا ہے کہ مقبوضہ عرب علاقوں میں موجودہ عرب آبادیوں کو مستقل بنایا جائے گا اور نئی بستیاں بھی بسائی جائیں گی۔

اسرائیل میں نئی کابینہ بنانے میں قصداً تاخیر کی جا رہی ہے۔ پہلے تو یہ وقت کی پالیسی کی ناکامی سے پیدا شدہ بحران کی جانب اشارہ کرتی ہے اور دوسری طرف اس کا سبب یہ بھی ہے کہ اسرائیل کی حکمران پارٹی اور اس کے سمندر پار کے سرپرست جب تک ہو سکے مشرقِ وسطیٰ میں موجودہ غیر یقینی اور بحرانی صورت حال برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسرائیل میں کوئی مضبوط حکومت قائم نہ ہونے پائے تاکہ عرب علاقوں کے خالی کرنے اور اسرائیلی افواج کی جون ۱۹۶۷ء کی حدود پر واپسی اور فلسطینی عربوں کے حقوق کے معاملات یونہی کھٹائی میں پڑے رہیں اور ان پر کوئی فیصلہ نہ کیا جا سکے۔ اسی لیے اسرائیلی رہنما بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ان مسائل کو طے کرنے کے لیے ہمیں اپنے عوام سے رجوع کرنا ہوگا۔ جس کے معنی نئے انتخابات ہیں۔

اسرائیل کی نئی حکومت ۱۰؍مارچ ۱۹۷۴ء کو وجود میں آئی، ۴۶ کے مقابلے میں ۶۲ ووٹ ملے اور ۹ غیر حاضر رہے۔ وزیر اعظم گولڈامیئر جسے اسرائیل "نئی پرانی" وزیر اعظم کہا جاتا ہے فی الحال کوئی نئی بات نہیں کر رہی۔ نام نہاد خواہش امن کی اوٹ میں قابل دفاع حدود کا مطالبہ بھی موجود ہے۔ جس کے واضح معنی ۴؍جون ۱۹۶۷ء کی حدود پر واپسی اور فلسطینی عربوں کو ان کے جائز حقوق دینے سے انکار کے بھی ہیں۔

اپنے قیام کی ابتداء ہی سے نئی پرانی حکومت خاصے بحران میں پھنس گئی۔ طاقت اور برتری کی پالیسی کا کھوکھلا پن رنگ لایا چیف آف اسٹاف جنرل الازار کو اسرائیلی فوج سے نکلنا پڑا۔ اور بھی کئی اعلیٰ افسروں کو ریٹائرڈ کر دیا گیا یا اپنے عہدوں کو خیرباد کہنا پڑا۔ خود وزیرِ دفاع موشے دایان کے استعفےٰ کا مطالبہ بھی زور پکڑ گیا۔ انجام کار گولڈامیئر نے خود مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا جس کے معنی حکومت کی تبدیلی بھی تھی۔ اسرائیل کا یہ سیاسی بحران دورانِ جنگ صرف ایک دوسرے پر غفلت اور تساہل کے الزامات کا نتیجہ ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ توسیع پسندی اور جارحیت کی پوری پالیسی کی ناکامی کا نتیجہ ہے۔

یہاں ہم اس بات کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے کہ صیہونی رہنماؤں کی غلط پالیسی سے اسرائیل محنت کش کتنے زیر بار ہوں گے۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے اور جیسا کہ وزیر مالیات پنہاس ساپر نے خود اعتراف نے خود اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل کو یہ اکتوبر خاصی مہنگی پڑی اور صرف اس پر تینتس ارب اسرائیلی پونڈ خرچ ہو گئے۔ جب کہ ۱۹۷۳-۷۲ کے لیے اسرائیل

کا مجموعی بجٹ بیس ارب اسرائیلی پونڈ تھا۔ جنگ اکتوبر کے بعد اس میں بارہ اسرائیلی پونڈ کا اور اضافہ ہوا ۱۹۷۴-۷۵ء کا بجٹ ۳۵ ارب اسرائیلی پونڈ ہوا ہے۔ جس کا بڑا حصہ فوجی ضروریات پر صرف ہو گا جو کہ اسرائیل کی روایت ہے۔

ان اسباب نے اسرائیل میں مصارف زندگی بے حد بڑھا دیئے ہیں اور مہنگائی اتنی روز افزوں ہے کہ اس سے پہلے جس کی کوئی نظیر تک نہیں ملتی۔ جنگ کے زمانے سے روٹی، دودھ اور گوشت جیسی بنیادی ضروریات کی چیزوں کی قیمت اور آمد و رفت کا خرچ پچاس سے سو فیصد تک بڑھا ہے۔ حال ہی میں اسرائیل کی عورتوں کی ڈیموکریٹک تحریک نے ایک اشتہار چھاپا ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے کہ زرصدا سے بھر رہے لیکن ہمارے فاقہ کش بچوں کے پیٹ کون بھرے گا؟" لیکن صیہونی رہنما اپنے عوام کو ادنیٰ غلاموں اور کیڑے مکوڑوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ دو برس پہلے قومی بیمہ تنظیم کے ڈائرکٹر اسرائیل کاز نے سروے کے بعد اعتراف کیا تھا کہ اسرائیل میں ڈھائی لاکھ بچے یعنی ہر چار میں سے ایک بچہ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہے اور وہ فاقہ کشی کے ماحول میں بسر کر رہے ہیں ـــ کاز نے اس پر مزید تبصرہ نہیں کیا۔ تاہم ظاہر ہے کہ اس وقت سے اب تک محنت کشوں کی ناداری اور ان کے بچوں کی فاقہ کشی کی تعداد میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہو گا۔ مگر اسرائیلی قیادت کی ظالمانہ پالیسی محنت کشوں کی غریب سے غریب تر بنا دینے پر بدستور عمل پیرا ہے۔

یہ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ اسرائیلی رہنما اور ان کے سامراجی اور صیہونی سرپرست مشرقِ وسطیٰ میں اپنا اقتدار وسیع کرنے اور عربوں کے علاقے دبانے کی پالیسی پر کیوں اور کتنی مستعدی سے کاربند ہیں۔ اسی کے پیش نظر اسرائیل کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری مائر ونر نے غلط تجزیہ نہیں کیا کہ "اسرائیل میں صیہونیت کا اقتدار سامراجی دنیا میں سب سے زیادہ رجعت پسندانہ ہے، یہی وہ لوگ ہیں کنوئیں کے مینڈکوں کی طرح کوتاہ نظری اور متعصبانہ عقائد کی تنگنائے خود بینی میں اسرائیل حکومت کی پالیسی وضع کرتے ہیں۔ وہ ابھی تک یہ سمجھے ہیں کہ دنیا وہی انیسویں صدی کی دنیا ہے یا زیادہ سے زیادہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے کی دنیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔"

حالات کی رفتار بتا رہی ہے کہ اسرائیل صیہونیت کی جارحیت کی پالیسی کا ناکام ہونا ہی اس کا مقدر بن چکا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ان جارحیت شعار غاصبوں کو انجام کار وہ علاقے چھوڑنے پڑیں گے جو انہوں نے ۱۹۶۷ء میں دبا لیے تھے اور فلسطین کے بدنصیب عربوں کو جو مدت سے ان کے مظالم و بربریت کا شکار ہیں ان کے حقوق دینے ہوں گے۔

یہی عربوں کی آرزو اور ناقابل تسخیر عزم ہے اور یہی ترقی پسند انسانیت کا عالمگیر مطالبہ ہے۔

چٹ پر سرخ نشان چندہ
ختم ہونے کی علامت ہے

بقیہ - دس اصول

کی جنگ میں ستر کافر بھی تو مارے گئے تھے اور کئی گرفتار ہوئے تھے۔ وہ اگر باطل پر رہتے ہوئے بزدلی نہیں دکھاتے، تو تم حق پر رہتے ہوئے کیوں سست ہوتے ہو۔

مزید خوش خبری سنائی:

وانتم الاعلون ان کنتم
مؤمنین ۝

مومنوں کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہاری مدد کے لیے فرشتے بھی بھیج سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب نصرت خداوندی ہمراہ ہوتی ہے تو:

کم من فئة قلیلة غلبت
کثیرة باذن الله۔

اللہ کے حکم سے بسا اوقات
چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب
آجاتا ہے: ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے
سفرنامہ شیخ الہند رح
شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کا سفرنامہ حجاز و مصر نیز اسارت مالٹا کی ولولہ انگیز روداد، حکومتِ برطانیہ کے خلاف جہادِ آزادی کی ایمان افروز سرگزشت، اسیر مالٹا کے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کی زندۂ جاوید داستان، شیخ الہند کی انقلاب آفریں شخصیت اور حریتِ دین و وطن کا مستند تذکرہ، تاریخِ آزادی برصغیر کا درخشاں باب، اسلامی سیاست و فراست و عزیمت و استقامت کا عظیم المثال مرقع۔
مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

غرناطہ ریستوران ایئرکنڈیشنڈ = جہلم
عمدہ ماحول
عمدہ سروس

غلام رسول مہرؔ

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

ایک بے مثال شخصیّت کی چند جھلکیاں!

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و مغفور سے متعلق کچھ لکھنے کی نوبت آتی ہے تو گہری سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ بات چیت کا آغاز کہاں سے کیا جائے اور کہاں اسے ختم کیا جائے۔ پھر یہ امر بھی خاص غور و فکر کا محتاج ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں علم و عمل کے جتنے بھی دائرے اور ان کے جتنے بھی گوشے ہیں ان میں سے کس کس کا ذکر دورِ حاضر کے خواندگان کرام کے لیے موزوں و مفید ہو گا۔ مولانا نے کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑا جہاں اپنی عظمت و برتری ہی نہیں بلکہ یگانگی کے کبھی نہ مٹنے والے اور گہرے نقوش نہ چھوڑے ہوں۔ کوئی بھی میدان نہیں جس میں وہ کم از کم ہمارے عہد کے اندر سبقت و اولیت کے پھریرے اڑاتے ہوئے سب سے آگے نہ نکل گئے ہوں۔

عظمت و ہر دلعزیزی

گذشتہ صدی یا اس کے پیشتر کے ادوار کو نظر انداز کر دیجیے۔ موجودہ صدی کا آغاز ہوا تھا تو ہماری قوم میں نہایت بلند پایہ اصحاب کی ایک عظیم القدر صف موجود تھی جن میں سے ہر ایک وقت کے ممتاز ترین قائدین اور رہنماؤں میں محبوب ہوا۔ اور ان کے محض نام ہی لے لیے جائیں تو ہر فرد کی گردن فرطِ احترام سے بے اختیار جھک جائے گی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ ۱۹۴۱ء تک ان میں بہ اعتبارِ عمر سب سے چھوٹے اور بہ لحاظ صلاحیت قیادت بالکل بے مایہ تھے۔ یا کہیے کہ چند محدود افراد کے سوا کسی کو علم نہ تھا کہ ان میں کیا کیا صلاحیتیں ہیں۔

۱۹۰۰ء کے وسط میں کلکتہ سے "الہلال" نکلا تو اس میں بھی وقت کے عوام و خاص کے لیے بظاہر کوئی خاص جاذبیت و کشش نہ تھی۔ عام لوگ نستعلیق کے عادی تھے۔ "الہلال" نے ٹائپ اختیار کیا تھا۔ لوگ سادہ عبارتوں سے مستفید ہو سکتے تھے، لیکن الہلال ایک دعوت کے آرگن کی حیثیت سے ایسے اسلوب و نگارش کا پیکر تھا۔ جس کا کوئی نمونہ اس سے پیشتر دیکھا نہیں گیا تھا۔ اور بعد میں بھی ایسا کوئی موقع بروئے کار نہیں آسکا تاہم دیکھئے عوام اور مولانا کے درمیان ربط و تعلق پیدا ہونے میں مشکلات کی ایسی دیواریں حائل ہونے میں کیا صورت رونما ہوئی۔ الہلال کے اجرا پر چند ہی ہفتے گذرے تھے کہ مولانا قیادت کی اولیں صف میں ایک ممتاز حیثیت پر فائز ہو گئے تھے۔ ان کی عمر اس وقت صرف چوبیس سال کی تھی۔ شاید ہی کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکے کہ کسی فرد نے چوبیس سال کی عمر میں یکایک قعرِ گمنامی سے اُبھر کر چند ہفتوں یا چند مہینوں میں وہ مقامِ بلند حاصل کر لیا ہو جو مولانا ابوالکلام آزادؒ کو اللہ نے عطا فرمایا اور اعزاز و احترام میں ایسی والہیت کے مناظر بھی شاذ ہی کسی دوسری شخصیت کے تعلق میں جلوہ افروز ہوتے ہوں جیسے مولانا میں دیکھے گئے ہیں۔

زندگی کا لائحہ عمل

یہاں پر ایک خاص معاملے کا ذکر بھی ضروری ہے جس سے بہت کم اصحاب کی نظریں روشناس ہوئیں۔ ہمارے اکثر لیڈر ایسے تھے جنہیں ملک و ملت کا بے پناہ درد کھینچ کھینچ کر خدمت کے میدان میں لایا تھا، ان میں سے خاصی بڑی تعداد نے اپنا سب کچھ اس راستے میں بے دریغ لٹایا اور ان کے اتھاہ خلوص میں کسی بھی فرد کے لیے گنجائش کلام نہیں تاہم جس حد تک مجھے علم ہے ان میں سے کسی نے پہلے سے مختلف اہم مسائل و معاملات میں کوئی نقشہ عمل تیار نہیں کیا تھا۔ جیسے جیسے حالات پیش آتے گئے وہ اپنے قوائے فکر و عمل سے کام لے کر عوام کی رہنمائی کرتے رہے۔

میرے علم کی حد تک تنہا مولانا ابوالکلام آزادؒ کی شخصیت ایسی تھی جس نے میدانِ عمل میں قدم رکھنے سے پیشتر تمام بنیادی مسائل کے سلسلے میں سوچ سمجھ کر ایک فیصلہ کر لیا تھا اور زندگی کے آخری سانس تک ان فیصلوں پر قائم و استوار رہے۔

مولانا محمد علی مرحوم فرمایا کرتے تھے لیڈر وہ نہیں جس کی گردن پھولوں کے ہاروں سے لدی رہے، لیڈر وہ ہے جو عوام کے جذبات و احساسات سے بالکل بے پرواہ ہو کر وہی کیے جس میں قوم و ملت کی فلاح و بہبود ہو۔ اگرچہ اس سلسلے میں اسے جوتوں کے ہار پہننے پڑیں اور اس کے سر پر ڈنڈے پڑیں۔

ثبات و استقامت

مولانا آزاد کے افکار و مواقف سے آج بھی اختلاف کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ ان کی زندگی کے آخری دور میں ان سے شدت کے ساتھ اختلاف

کیا گیا۔ ان کے آرار کی محکمیت کے مدعی بھی زیادہ سے زیادہ ان کے لیے صحت و اصابت رائے کا دعوی کرسکتے ہیں۔ عصمت کا دعوی نہیں کرسکتے۔ معصومیت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہوگیا۔ مولانا کی برتری یہ ہے کہ انھوں نے اپنے معتقدات پر ثبات و استقامت میں ہردلعزیزی کی وہ متاعِ گراں بہا بے تامل قربان کر ڈالی جو انہیں اس پیمانے پر یکایک حاصل ہوگئی تھی۔ جس کی مثالیں ملنا مشکل ہے، لیکن وہ جس مؤقف کو اسلام، ملت اور ملک کے لیے صحیح سمجھتے تھے اس سے ایک لمحہ کے لیے ہٹنا بھی انہیں گوارہ نہ ہوا۔ حقیقتِ حال کیا تھی، اس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ وہ آخری معاملہ اس وقت تک موقوف رہنا چاہیے جب وہ قضاؤ قدر کی بارگاہ سے صادر ہوکر غیر مشتبہ طور پر سامنے آجائے گا (مولانا غلام رسول مہر اگر آج بقیدِ حیات ہوتے تو یقیناً وہ مولانا آزادؒ کی اصابتِ رائے اور مؤقف کی محکمیت کو قضا و قدر کے فیصلہ تک موخر نہ کرتے۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر انہیں "حقیقت حال کیا تھی؟" کے فقرے کو اپنی تحریر سے حذف کرنا پڑتا۔ قادری)

ہر دائرے میں شانِ امتیاز

مولانا ابوالکلام کی صحیفہ نگاری کا دور حقیقۃً بہت مختصر ہے۔ کم و بیش سوا دو سال "الہلال" (دورِ اوّل) جاری رہا۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ء سے ۲۴ر مارچ ۱۹۱۶ء تک ساڑھے چار مہینے کا دور "البلاغ" کا ہے۔ اسی طرح چند ہفتے ان کے زیرِ نگرانی "پیغام" جاری رہا۔ غالباً ایک سال کی عمر الجامعہ (عربی) کی تھی۔ اور چھ مہینے الہلال دور دوم کے شامل کر لیجیے۔ دیکھیے اس مختصر مدت میں انہوں نے تحریر و نگارش، فکر و نظر اور مقاصد و مطالب کے اعتبار سے صحافت کی دنیا کا رنگ ڈھنگ بدل ڈالا۔ ان سے پیشتر بھی اخباروں سے ضمانتیں طلب کی جاتی رہیں اور ضبط بھی ہوتی رہیں، مگر ضمانتوں کے سلسلے میں جو انداز "الہلال" نے اختیار کیا وہ بالکل یگانہ اور سراسر نادیدہ ہے "الہلال" سے ضمانت طلب کی گئی تو اوّل تو مولانا نے اس کا ذکر ہی ایسے انداز میں نہ کیا جس طرح عام اخبار نویس کرتے رہتے تھے۔ پھر نیاز مندوں نے پئے درپئے خط لکھے کہ حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے تو ایک مختصر سی تحریر "الہلال" میں چھاپی جس کا عنوان تھا "ابتدائے عشق" اس میں لکھا کہ ضمانت کی رقم تو ہم نے اسی دن الگ رکھ لی تھی جس دن اخبار جاری کیا تھا اور اس رقم کی حفاظت کرتے کرتے اکتا گئے تھے۔ سوچتے کہ یہ ابتدائی منزل طے ہونے میں اتنی دیر لگ گئی تو اگلی منزلوں کی نوبت کب آئے گی؟ غرض ہم نے دو ہزار کی رقم اس تاریخ سے پیشتر ہی جمع کرا دی جو اس کے ادا کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی۔

داعیٔ حق کا وظیفہ

گویا سبق یہ دیا کہ ایسے حوادث پر پریشان ہونا بے معنی ہے۔ جو لوگ قوموں میں نئی رُوح پھونکنا چاہتے ہیں وہی جہادِ آزادی میں کامیاب بنانے کی دعوت لے کر اٹھتے ہیں۔ انہیں پہلے سے یقین ہونا چاہیے کہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے۔ اس میں ہر نوع کے مصائب سے سابقہ پڑ سکتا ہے۔ ہر لحظہ ان کے خرمن پر بجلیاں گر سکتی ہیں، جب تک ایسے حوادث کو صبر جمیل کے ساتھ جھیل لینے کا دل گردہ پیدا نہیں کیا جائے گا، اصل کام کیونکر پورا ہو سکے گا۔

ایسے حوادث بہر حال مصیبت خیز ہوتے ہیں اور حقیقتہً ضمانتوں کی ضبطی کسی کے لیے بھی خوشگوار نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہونی چاہیے، لیکن مجاہدین آزادی کا معاملہ تو میدانِ جنگ کا معاملہ ہوتا ہے وہاں تیغ و تفنگ کے زخموں یا جان و مال کے نقصان کا شکوہ کرنے کا کونسا موقع ہے؟ یہ حقیقت کسی سے بھی مخفی نہیں ہوتی، مگر اسے دعوت کا رنگ دے کر ایسے انداز میں پیش کرنا جس سے دار کا خوف و ہراس یک قلم زائل ہو جائے اور ہر فرد بے تابانہ اصل نصب العین کی طرف پیش قدمی جاری رکھنے کے سوا ہر فکر و تشویش کو پس پشت ڈال دے۔ یہ ہر فرد کا کام نہیں، صرف انہیں داعیانِ حق کا کام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قوموں اور محکوموں کی تقدیر بدلنے کے لیے میدان عمل میں لا کھڑا کیا ہے۔

قربانیوں کا خاکہ

مولانا نے اپنی بیش بہا زندگی کے گرانمایہ اوقات قید و بند میں گذار دیئے۔ ان اوقات کا مجموعہ ساڑھے دس سال سے کم نہیں۔ انہیں اللہ نے علم و فضل کے جو بے پایاں خزانے عطا کیے تھے ان کی بنا پر وہ تصانیف کے انبار لگا سکتے تھے۔ چونکہ ان کی تحریریں موافقوں اور مخالفوں دونوں کے لیے لائق مطالعہ تھیں۔ اس لیے وہ اپنی زندگی حد درجہ خوشگوار انداز میں بسر کر سکتے تھے، لیکن وہ جن مقاصد اور عزائم کے لیے زندگی وقف کر چکے ان کی خاطر قید و بند کے مرحلے کو صابرانہ قبول کیا۔ یہاں تک کہ آخری قید میں ان کی بیگم سخت بیمار ہو گئیں۔ حکومت خاص شرطوں پر انہیں رہا کرنے کے لیے تیار تھی، لیکن انہوں نے مشروط رہائی منظور نہ کی اور بیگم کا انتقال کلکتہ میں ہو گیا۔ مولانا اس وقت احمد نگر کے قلعہ میں قید تھے۔ یہ داستان سنا لینا یا سن لینا شائد ایک حد تک سہل ہو، لیکن جس قدرِ جلیل و عظیم پر یہ سانحہ جانگداز گذرا اس کے قلب کی حالت کا صحیح اندازہ کون کر سکتا ہے؟ اور خود بیگم صاحبہ کی کیفیت زندگی کے آخری مرحلہ میں کیا ہو گی؟

یہ نہ سمجھیے کہ مردانِ کار کے دل حساس گوشت کے ٹکڑے نہیں ہوتے جیسے عام انسانوں کے پہلوؤں میں ہوتے ہیں۔ نہیں! مردانِ کار کے دل زیادہ نرم، زیادہ حساس اور زیادہ رقیق ہوتے ہیں۔ وہ ایک چیونٹی کی تکلیف پر بھی تڑپ اٹھتے ہیں۔ عرفی نے کیا خوب کہا ہے ؎

آں دل کہ پریشاں شود از نالۂ بلبل
در دامنش آویز کہ با وے خبرے است

باقی ص 15 پر

ہفتۂ رفتہ

زاہد الراشدی

نظام شریعت کنونشن کی تیاریوں کا آغاز

مرکزی مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام نے ملتان کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا تھا کہ کل پاکستان نظام شریعت کنونشن ۱۸، ۱۹ اکتوبر کو گوجرانوالہ میں ہوگا حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کو مجلس استقبالیہ کا صدر منتخب کر کے باقی عہدہ داروں اور ارکان کا تعین گوجرانوالہ جمعیۃ کی صوابدید پہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ کنونشن کی تیاریوں کے آغاز اور مجلس استقبالیہ کے باقاعدہ قیام کے سلسلہ میں ۳۰ جون کو مکی مسجد بخاریؒ روڈ گوجرانوالہ میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا۔ امیر ضلع حضرت مولانا محمد سرفراز خان علالت کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے۔ نائب امیر اوّل حضرت مولانا نذیر احمد صاحب خطیب راہنڈو نے اجلاس کی صدارت کی۔ جمعیۃ کے صوبائی امیر اور مجلس استقبالیہ نظام شریعت کنونشن کے صدر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ اس اجلاس سے مولانا سعید الرحمٰن علوی، مولانا عبد الرؤف فاروقی اور حافظ گلزار احمد آزاد کے علاوہ علالت و کمزوری کے باوجود حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا اور اپنے قیمتی مشوروں سے شرکاء اجلاس کو مستفیض فرمایا۔

مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ نظام شریعت کنونشن کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور جدوجہد کریں اور اس سلسلہ میں اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کنونشن پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل اور نظام شریعت کے نفاذ کی عملی جدوجہد کا نقطۂ آغاز ثابت ہوگی۔

علوی صاحب نے اکابر و اسلاف کی عظیم خدمات اور قربانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کارکنوں سے کہا کہ وہ قربانی اور محنت و جدوجہد کا راستہ اپنا کر ہی بزرگوں کے مقدس مشن کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔

مجلس استقبالیہ کا قیام

اجلاس میں نظام شریعت کنونشن کی تیاریوں کے باقاعدہ آغاز کے لیے مجلس استقبالیہ کے مندرجہ عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر : حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ پنجاب

نائب صدر : حضرت مولانا شاہ محمد امروٹیؒ ،، سندھ

۲۔ حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد۔

۳۔ حضرت مولانا محمد خان شیرانی۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان۔

ناظم اعلیٰ : حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہٗ، گوجرانوالہ۔

ناظم : علامہ محمود احمد صاحب لدھیانوی۔ گوجرانوالہ۔

ناظم نشر و اشاعت : راقم الحروف زاہد الراشدی

خازن : جناب شیخ عبد المجید صاحب

سالار : جناب خان محمد قاسم خان۔

مجلس استقبالیہ کے باقی ارکان اور کمیٹیوں کا تقرر صدر اور ناظم اعلیٰ باہمی مشورہ سے جلد کر دیں گے۔

لائل پور میں شعبہ نشر و اشاعت کا قیام

گزشتہ دنوں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ملک کے مختلف اہم مقامات میں ذیلی شعبوں کے قیام اور راقم الحروف کی حاضری کے پروگرام کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں پہلا پروگرام لائل پور کا تھا۔ چنانچہ یکم جولائی کو برادرم مولانا سعید الرحمٰن علوی کی معیت میں لائل پور پہنچا ظہر کی نماز کے بعد دفتر جمعیۃ میں سرگودھا ڈویژن کے احباب کا مشاورتی اجلاس تھا۔ میانوالی ضلع کا اسی روز کنونشن تھا، اس لیے وہاں سے کوئی ساتھی نہ آسکا۔ جھنگ، سرگودھا اور لائل پور سے متعدد احباب نے اس اجلاس میں شرکت فرمائی جناب خواجہ محمد اکرم بٹ امیر جمعیۃ علماء اسلام، لائل پور شہر کی صدارت میں اجلاس منعقد ہوا۔ راقم الحروف نے شعبہ کے قیام کی غرض و غایت اور پروگرام سے احباب کو آگاہ کیا۔ شرکاء اجلاس نے بھی متعدد مفید تجاویز پیش کیں۔ یہ مشاورت کم و بیش دو گھنٹہ جاری رہی اور طے ہوا کہ اس قسم کے مشاورتی اجلاس وقتاً فوقتاً طلب کیے جاتے رہیں گے تاکہ دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ نشریاتی محاذ کو منظم کیا جا سکے۔ الحمد للہ مشاورت کا یہ تجربہ بہت مفید اور حوصلہ افزا ثابت ہوا۔

خط و کتابت کراتے وقت تاریخ
لکھنا ہے مت بھولیں

مولانا محمد یوسف رحمانی

علم اور اہل علم؟

ابو داؤد شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بوڑھے مسلمان اور عالم اور حافظِ قرآن اور بادشاہ عادل کی عزت کرنا خدا کی تعظیم میں داخل ہے"

الاداب الشرعیہ میں ہے کہ تین باتیں خدا کی تعظیم کی فرع ہیں۔

۱۔ مسلمان بوڑھے کی توقیر۔
۲ حامل کتاب اللہ کی تعظیم
۳ صاحب علم کا احترام۔

الآداب الشرعیہ میں حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے:

من السنة ان یوقر اربعة العالم و ذوالشیبة والسلطان والوالد۔

یعنی عالم اور بوڑھے اور بادشاہ اور والد کی توقیر سنت ہے۔

مجمع الزوائد میں اہل علم کی توہین و استخفاف کو منافق کا کام ذکر کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور عالم کا حق نہ جانے وہ ہم سے نہیں ہے"

ابن حزم نے لکھا ہے:

اتفقوا علی ایجاب توقیر اهل القرآن و الاسلام والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذالك الخلیفة والفاضل والعالم۔

ترجمہ: حامل قرآن اور اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی خلیفۂ وقت اور فاضل اور عالم کی توقیر کے وجوب پر اجماع ہے۔

آداب الشرعیہ میں ہے: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے میرے پاس آدمی بھیج کر سماع حدیث کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہہ بھیجا کہ علم کے پاس لوگ آتے ہیں، وہ لوگوں کے پاس نہیں جایا کرتا۔ رشید یہ جواب سن کر خود آئے اور آکر میرے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا امیر المومنین!

ان من اجلال اجلال ذی شیبة المسلم۔

یعنی خدا کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان کی توقیر کرے۔

ہارون کھڑے ہوئے اور میرے سامنے بیٹھ گئے ایک مدت کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ ہم نے آپ کے علم کے لیے تواضع کی تو بہت نفع ہوا۔

ایک دفعہ امام احمدؒ کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اثنائے گفتگو میں ابراہیم بن طہمانؒ کا ذکر نکل آیا۔ ان کا نام سنتے ہی امام احمدؒ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: "نازیبا ہے کہ نیک لوگوں کا ذکر ہو اور ہم ٹیک لگا کر بیٹھیں" (الآداب الشرعیہ)

پہلے لوگوں میں استاذ اور اہلِ علم کا لحاظ

۱۔ امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ سوار ہونے لگتے تو حضرت ابن عباسؓ کی رکاب تھام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے۔

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ نے مجاہدؒ (تابعی) کی رکاب تھامی۔ امام لیث بن سعد امام زہری کی رکاب تھامتے تھے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کی ہیبت ہم پر ایسی تھی، جیسی بادشاہ کی ہوتی ہے اور یہی حال امام مالکؒ کے شاگردوں کا تھا۔ ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کی نظر کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی جسارت نہ ہوئی تھی۔ (الآداب الشرعیہ)

۲۔ ثابت بن بنانیؒ حضرت انسؓ کے شاگرد اور تابعیؒ ہیں۔ یہ حضرت انسؓ کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اس لیے حضرت انسؓ اپنی لونڈی سے کہا کرتے تھے کہ ذرا میرے ہاتھوں کو خوشبو لگا دے وہ آئے گا تو بے چومے نہ مانے گا۔

(مجمع الزوائد)

۳۔ سفیان بن عینیہؒ اور فضیل بن عیاضؒ دونوں حضرات حضرت حسین جعفیؒ کے شاگرد تھے ان میں سے ایک نے حضرت حسین کا ہاتھ دوسرے نے حضرت حسینؓ کا پاؤں چوما۔ (الآداب الشرعیہ)

۴۔ امام احمدؒ نے ابوداؤد بن عمرؒ کی رکاب تھامی تھی۔

۵۔ خلف احمدؒ کا بیان ہے کہ امام احمدؒ میرے پاس ابوعوانہؒ کی مرویات سننے کے لیے آئے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو بلند جگہ پر بٹھاؤں، مگر انہوں نے فرمایا کہ آپ کے سامنے ہی بیٹھوں گا۔ ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم جس سے علم حاصل کریں اس کے لیے تواضع کریں۔ (الآداب الشرعیہ)

۶۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کے پاس کسی حدیث کا پتہ چلتا تو میں خود اس کے دروازے پر حاضر ہوتا۔ وہ اگر سوئے ہوئے ہوتے تو میں باہر ہی اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر سو جاتا اور دھول پھانکتا رہتا جب وہ برآمد ہوتے تو فرماتے کہ کیسے تشریف لائے، آپ نے آدمی بھیج کر بلوا کیوں نہ لیا تو میں کہتا کہ میں ہی اس کا حق دار ہوں کہ حاضری دوں۔ الآداب الشرعیہ

۷۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے حماد بن ابی سلمانؒ (استاذ امام اعظمؒ) کو ایک دن بازار سے گوشت لانے کے لیے بھیجا۔ راستہ میں اتفاق سے ان کے والد مل گئے جو سواری پر چلے آرہے تھے۔ حمادؒ کے ہاتھ میں زنبیل دیکھ کر انہوں نے ان کو بہت ڈانٹا اور زنبیل چھین کر پھینک دی، لیکن جب نخعیؒ کے انتقال کے بعد طالبین حدیث حمادؒ کے دروازے پر حاضر ہوئے اور دستک دی تو حمادؒ کے والد ہی ہاتھ میں شمع لے کر آئے۔ طلبہ نے کہا کہ ہم آپ کے پاس نہیں آئے، بلکہ آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں آئے ہیں۔ وہ اُلٹے پاؤں اندر گئے اور کہا بیٹا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، میں سمجھ گیا کہ اس زنبیل ہی نے تم کو اس مقام پر پہونچایا ہے۔

(تقدمہ نصب الرایہ)

۸۔ حماد بن ابی سلمانؒ کی ہمشیرہ عاتکہؒ فرماتی ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ہمارے گھر کی روئی دھنکتے تھے۔ ہمارے لیے دودھ اور ترکاری خریدتے تھے۔ اسی طرح کے اور بہت سے کام کرتے تھے، اس واقعہ کو نقل کرکے علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ طالب علمی میں اسلاف اسی طرح خدمت کرتے تھے اور اسی سے انہوں نے علم کی برکت حاصل کی۔

(تقدمہ نصب الرایۃ)

۹۔ خلالؒ نے روایت کی ہے کہ امام احمدؒ ایک مرتبہ حضرت وکیع کی خدمت میں آئے۔ اس وقت ان کے پاس علمار کوفہ کی ایک جماعت حاضر تھی۔ امام احمدؒ ادباً تواضعاً حضرت وکیع کے سامنے بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا، شیخ تو آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ وہ میری عزت کرتے ہیں مجھ کو بھی ان کی تعظیم کرنی چاہیے۔ (الآداب الشرعیہ)

۱۰۔ امام ابوعبیدہؒ فرماتے ہیں کہ میں کبھی کسی محدث کے دروازے پر حاضر ہوا تو اطلاع بھجوا کر داخلہ کی اجازت نہیں منگائی، بلکہ بیٹھا انتظار کرتا رہا تاکہ وہ خود باہر آتے، میں نے ہمیشہ قرآن پاک کی اس آیت پر نظر رکھی:

ولو انهم صبروا حتی
تخرج الیهم لكان
خیر لهم۔

یعنی کاش! وہ لوگ صبر کرتے تاآنکہ آپ باہر تشریف لاتے، تو اُن کے لیے بہتر ہوتا۔

۱۱۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بخارا کے ایک بڑے امام اپنے حلقہ درس میں درس دیتے دیتے اچانک کھڑے ہوجاتے تھے۔ جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا بچوں میں کھیل رہا تھا۔ وہ کبھی کبھی مسجد کے دروازے پر آجاتا تو میں اس کے احترام کے لیے کھڑا ہوجاتا تھا۔

(تعلیم المتعلم)

۱۲۔ قاضی فخر الدینؒ رئیس الائمہ تھے۔ بادشاہِ وقت بھی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ منصب صرف استاذ کی خدمت کے طفیل حاصل کیا تھا، علاوہ اور خدمتوں کے میں نے استاذ کا تیس برس تک کھانا پکایا ہے اور کبھی اس میں سے نہیں کھایا۔

۱۳۔ خلیفہ ہارون رشیدؒ نے اپنے لڑکے کو علم وادب کے لیے امام اصمعیؒ کے پاس بھیجا۔ ایک دن اتفاقاً ہارون رشیدؒ وہاں جا پہونچے۔ دیکھا کہ اصمعیؒ پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی بہا رہا ہے۔ ہارون رشید نے بڑی برہمی سے فرمایا کہ میں نے تو اس کو ادب سیکھنے کے لیے آپ کے پاس بھیجا تھا آپ نے شہزادہ کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی گرائے اور ایک ہاتھ سے آپ کا پاؤں دھودے۔

استاذ سے مثالی عقیدۃ

۱۴۔ حضرت مرزا جان جاناںؒ نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضلؒ صاحب سے حاصل کی تھی۔ مرزا صاحب کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحب نے اپنی کلاہ جو پندرہ برس تک آپ کے عمامے کے

نیچے رہی تھی مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے رات کے وقت گرم پانی میں وہ ٹوپی بھگو دی۔ صبح کے وقت وہ پانی رنگ اس کے شربت سے زیادہ سیاہ ہو گیا۔ میں اس کو پی گیا۔ اس پانی کی برکت سے میرا دماغ ایسا روشن ہو گیا کہ مشکل کتاب مشکل نہ رہی۔

(مقامات مظہری)

۵۔ سلطان نظام الدین اولیاء کا ارشاد ہے کہ ہمارے پیر حضرت گنج شکر کے پاس عوارف المعارف کا ایک نسخہ تھا، اس کا خط باریک اور غلط بھی تھا۔ شیخ جب اس کو سامنے رکھ کر بیان فرماتے تو جگہ جگہ غور کرنا اور رکنا پڑتا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ شیخ کے بھائی نجیب الدین متوکل کے پاس عوارف المعارف کا بہت عمدہ اور صحیح نسخہ موجود ہے۔ لہٰذا میں نے اس کو شیخ سے کہا۔ شیخ کو یہ بات گراں گزری۔ چند دفعہ فرمایا جی ہاں، اس فقیر کو غلط نسخہ کی تصحیح کی لیاقت نہیں ہے۔ پہلے تو میں نہیں سمجھا، لیکن جب میری سمجھ میں آیا کہ میری نسبت یہ فرما رہے ہیں تو میں کھڑا ہو گیا اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ معاذ اللہ میری یہ غرض نہیں تھی، بلکہ میں نے وہ نسخہ دیکھا تھا، یاد آ گیا آپ سے عرض کر دیا، لیکن میری معذرت کچھ مؤثر ثابت نہ ہوئی۔ شیخ کے بشرہ سے ناخوشی کا اثر بالکل پہلے جیسا تھا۔ میں سخت حیرانی و پریشانی کی حالت میں مجلس سے باہر نکل آیا۔ اس دن جو غم مجھ کو تھا وہ کیسکو نہ تھا۔

بقیہ: مولانا ابوالکلام

تاہم وہ زندگی کے اہم و بلند مقاصد اور ان کے اہم و بلند اصول کی عزیزداری اپنے پر نازک جذبے اور فطری احساس پر قابو پانے کی صلاحیت بخشتی ہے۔ اس وادیٔ پرخار کو طے کرنا سہل نہیں، لیکن مردانِ کار جب مقاصد کی سرخوشی میں ایسی سینکڑوں پرخار وادیوں سے بے خودانہ گذر جاتے ہیں۔ اور پاؤں کے چھلنی ہونے کا انہیں خیال تک بھی نہیں آتا۔

خرمن علم پر بجلیاں

مولانا کے لیے یہ مصیبت کم نہ تھی کہ قید و بند کے سلسلے میں پیش آنے والی تلاشیوں اور ہر قسم کے کاغذات کی ضبطی کے باعث ان کی گراں بہا علمی متاع بری طرح تلف ہوئی۔ ان میں مسودے بھی تھے اور ادھوری چھپی ہوئی کتابوں کے فرمے بھی۔ کتابت شدہ کتابیں بھی اور بے شمار یادداشتیں بھی جو زندگی بھر کے مطالعے کا نچوڑ تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی چیز سلامت واپس نہ ملی۔ جو کاغذات سالہا سال کے بعد ہاتھ آئے وہ کسی بھی کام کے نہ تھے۔ مولانا نے خود اس افتاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

> سیاسی زندگی کی شورشیں اور علمی زندگی
> کی جمعیتیں ایک زندگی میں جمع نہیں ہو سکتیں
> پنبہ و آتش میں آشتی محال ہے، میں نے
> چاہا دونوں کو بہ یک وقت جمع کروں،
> میں نامراد ایک طرف متاع فکر کے انبار
> لگاتا رہا، دوسری طرف برق خرمن سوز
> کو بھی دعوت دیتا رہا۔ نتیجہ معلوم تھا،
> اور مجھے حق نہیں کہ حرف شکایت زبان
> پر لاؤں۔ عرفی نے میری زبانی کہہ دیا ہے۔

زاں شکستم کہ دنبال دل خویش مدام
در نشیب شکن زلف پریشاں رفتم

اسلام کا اقتصادی نظام

از:

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قدس سرہ العزیز
مؤلف قصص القرآن۔ و۔ سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند

اس کتاب میں:

- قرآن، حدیث، فقہ اسلامی اور سلف صالحین کی تحقیقات کی روشنی میں اسلام کے نظامِ معاشی کا مکمل خاکہ پیش کیا گیا ہے۔
- واقعاتی دلائل کے تحت ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا کے موجودہ اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظاموں کے مقابلہ میں اسلام کا نظامِ اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے سرمایہ و محنت کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کا راستہ پیدا کیا ہے۔ مزدور و سرمایہ دار کی موجودہ مہیب جنگ سے نجات کا واحد راستہ "اسلام کا اقتصادی نظام" ہے۔

صفحات: ۴۵۶، کاغذ سفید گلیز، عکسی طباعت، خوبصورت سنہری ڈائی دار جلد بندی، ہدیہ ۱۶/

مکتبہ امدادیہ۔ ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان شہر پاکستان

مرسلہ : ڈاکٹر احمد حسین کمال

دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریاں

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ پر نازی حملے سے جو جنگ شروع ہوئی تھی وہ چھ برس تک جاری رہی اور ۸ مئی ۱۹۴۵ء کو نازی جرمنی کے سرکاری طور پر ہتھیار ڈالنے اور اسی سال ۲ ستمبر کو جاپان کے ہتھیار ڈال دینے کے بعد ختم ہوئی۔ اس لڑائی میں پچھلی جنگ کی بہ نسبت قریب قریب دگنے ممالک یعنی ۳۶ کے مقابلے میں ۶۱ ممالک شامل ہوئے اور قریب قریب دگنے لوگ۔ پہلی لڑائی میں ایک ارب کے مقابلے میں اب کے ایک ارب ۷۰ کروڑ۔ تین چوتھائی نوع انسانی کسی نہ کسی طرح اس میں کھنچ کر چلی آئی تھی اور تین براعظموں۔ یورپ، ایشیا اور افریقہ کے ۴۰ ملکوں نے اپنی سرزمین پر خون آشام لڑائیاں دیکھیں۔

قریب قریب اندازوں کے مطابق جنگ میں حصہ لینے والی ریاستوں نے لڑائی پہ مجموعی طور سے ۱۵ کھرب ڈالر صرف کیے۔ اس میں تباہی و بربادی اور مالی نقصانات کی قیمتوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ صرف اپنے فوجی اخراجات ہی کا تخمینہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ۳ کھرب ۱۸ ارب ڈالر اور برطانیہ نے ۳ کھرب ڈالر کیا ہے۔ محوری طاقتوں یعنی جرمنی، جاپان اور اٹلی کا مشترکہ صرفہ قریب قریب ۴ کھرب ۲۰ ارب ڈالر رہا تھا۔

جنگ نے دنیا کا معاشی نظامِ حیات درہم برہم کر دیا تھا اور تمام صنعتی اور زراعتی پیداوار میں خلل پیدا ہو گیا تھا۔ مردانی آبادی کا وہ حصہ جو کام کرنے کے لیے سب سے زیادہ موزوں تھا۔ مسلّح فوجوں میں بھرتی کر لیا گیا تھا ان کی تعداد گیارہ کروڑ تھی!

باقی انسانی طاقت جو زیادہ تر عورتوں، بوڑھوں اور لڑکوں لڑکیوں پر مشتمل تھی، جنگی کاموں میں ہاتھ بٹانے لگی اور بے پناہ مقدار میں اسلحہ جات تیار کیے۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران صرف چار ملکوں یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ جرمنی اور سوویت یونین ہی نے کُل ملا کر ۶ لاکھ ۵۳ ہزار ہوائی جہاز، ۲ لاکھ ۸۷ ہزار ٹینک اور ۱۰ لاکھ ۴۱ ہزار توپیں تیار کیں۔

ہتھیاروں کی آتشبازی کی قوت، اور تباہ کرنے کا زور کتنی گنا بڑھ گیا۔ اور جنگ میں کام آنے والوں میں صرف وہی شامل نہیں تھے جو میدانِ جنگ میں لڑائیوں میں حصہ لے رہے تھے بلکہ شہری آبادی کے وسیع حلقے بھی جن میں عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے۔ بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نازیوں نے کسی کو بھی کوئی پناہ نہیں دی انھوں نے اپنی ناپاک جنگی تیاریاں اسپین میں، خاص طور پر گوئرنیکا میں پُرامن شہروں اور گاؤں کی بے رحمانہ بمباریوں سے شروع کی تھیں۔

وارسا پر اپنے مجنونانہ حملے کے بعد انھوں نے جنگ پھیلنے کے ساتھ ساتھ راٹرڈیم، رہیمز، کیمبرے، ڈنکرک اور ایرسیں پر بمباری کی، لندن، کوونٹری، بلغراد، مینسک، لینن گراڈ اودیسہ، اسٹالن گراڈ کی اور پولینڈ ولندیز، فرانس برطانیہ یوگوسلاویہ اور سوویت یونین کے دوسرے شہروں کی آبادیوں کے خلاف وحشیانہ فضائی جنگ کی گئی۔ اپنی فوجی کارروائیوں اور عموماً جنگ کا ایک مقصد نازیوں کے روبرو یہ تھا کہ شہری آبادی کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ و جدل کی تاریخ میں پہلی بار محاذ جنگ پر کام آنے والوں کی تعداد سے شہری آبادی میں سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ شہری ہلاک ہوئے جبکہ فوجیوں میں سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ تھی محاذ جنگ پر ہونے والا جانی نقصان پہلی عالمگیر جنگ کی بہ نسبت تین گنا تھا جبکہ شہری آبادی میں سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد پچاس گنا تھی۔

نازی حملہ آوروں نے ”نسلی بنیاد“ پر بہت سے شہریوں اور جنگی قیدیوں کو جان بوجھ کر بڑی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ۲ کروڑ ان سوویت باشندوں میں سے جو دوسری عالمی جنگ کے دوران ہلاک ہوئے آدھے سے زیادہ شہری اور جنگی قیدی تھے جنہیں نازیوں نے مقبوضہ سوویت علاقوں اور نظربندی کیمپوں میں ایذائیں پہنچائیں اور ہلاک کیا۔

نازیوں نے جن ملکوں پر قبضہ کر لیا تھا ان سب میں انھوں نے لوٹ مار اور تباہی مچائی۔ سوویت سرزمین پر انھوں نے ۱۷۱۰ شہروں اور قصبوں کو تباہ کر ڈالا، ۷۰ ہزار سے زیادہ گاؤں اور بستیاں جلا ڈالیں اور برباد کر دیں ۳۲۰۰۰ صنعتی کارخانے ۹۸۰۰۰ اجتماعی فارم اور ۱۸۷۶ ریاستی فارم صفحۂ ہستی سے مٹا دیے۔ ۶۵ ہزار کلومیٹر ریلوے لائنیں اکھاڑ پھینکیں، کوئی ۱۶ ہزار ریلوے انجن، ریل کے ۴ لاکھ ۲۸ ہزار ڈبے

باقی صفحہ ۱۸ پر

متحدہ جمہوری محاذ لاہور کا جلسہ اور پولیس کا پتھراؤ

عُمی الہاشمی

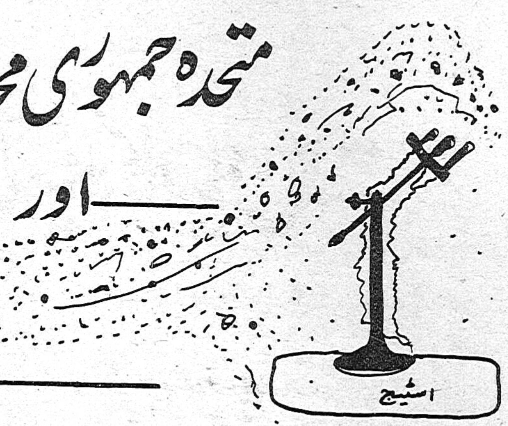

پاک سرزمین کا ایک انچ علاقہ بھی ایسا نہیں جہاں محترمہ دفعہ ۱۴۴ وجود نہ رکھتی ہو۔ بقول قائدِ حزبِ اختلاف مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود صاحب کہ "عوامی حکومت" نے پاکستان کو لاشعوری طور پر فسادزدہ علاقہ قرار دیا ہوا ہے۔

لیکن "عوامی حکومت" کبھی کبھی اپنے "عوامی" ہونے کی رعایت سے اپنے عوام کو چند روز کے لیے کہیں کہیں اس قید سے آزاد بھی کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے دورانِ کرفیو سامانِ خورد و نوش لینے کے لیے وقفہ۔

گذشتہ دنوں لاہور کے عوام کے سر سے بھی دفعہ ۱۴۴ کی تلوار ہٹائی گئی۔ لہذا متحدہ جمہوری محاذ لاہور جو فی الوقت پاکستان کی سلامتی کی علامت ہے، نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے باغ بیرون موچی دروازہ میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا۔ ملک کی سلامتی کا درد ہمارے بھی دل میں اٹھتا ہے۔ ہمارے قدم بھی جلسہ گاہ کی طرف بڑھنے لگے۔

شاہ عالمی چوک سے موچی دروازے کا رخ کیا تو ایف۔ ایس۔ ایف (فی سبیل اللّٰہ فساد) کے سپاہی مائل ٹرک رات کی تاریکی کو خوفناک بناتے نظر آئے جس سے یقین ہو گیا کہ محاذ کا جلسہ پروگرام کے مطابق منعقد ہو رہا ہے۔

چونکہ ہم جلسہ کے باقاعدہ آغاز سے کچھ پہلے جلسہ گاہ میں پہونچ چکے تھے۔ لہذا اس وقت عوام سے زیادہ ایف۔ ایس۔ ایف اور پولیس کے "بہادر" اس انداز سے نظر آئے جیسے کہ دورانِ جنگ ملک کی سرحد پر مورچے سنبھالے بیٹھے ہوں۔

عوام آتے رہے اور تھوڑی دیر بعد ہزاروں کا مجمع تھا۔ جلسہ اپنے وقت پر تلاوت کلامِ پاک سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے پاکستان جمہوری پارٹی کے جناب نواب زادہ افتخار احمد انصاری اسٹیج پر نمودار ہوئے۔ انہوں نے عوام کو بتایا کہ پاکستان میں فردِ واحد کی حکومت قائم ہے۔ جس کے سامنے قومی اسمبلی کا سپیکر تک ملازم کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب کہ جمہوری ملک برطانیہ کی روایت ہے کہ سپیکر برسرِ اقتدار پارٹی سے ہوتے ہوتے بھی غیر جانبدار ہوتا ہے اور وزیر اعظم تک کو سر نہیں کہتا، بلکہ وزیر اعظم خود اس کو سر کہتا ہے، لیکن پاکستان میں سپیکر وزیر اعظم کے سامنے جی حضورئے نظر آتے ہیں یہی شخص ملک کو دن بدن کمزور کر رہا ہے۔ چاروں صوبوں کو آپس میں لڑانے اور پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ رامے اور کھر اس کی سیاسی شطرنج کے مہرے ہیں، جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔

پاکستان کے عوام اگر بیدار نہ ہوئے تو پاکستان کے مستقبل کا خدا ہی حافظ ہے۔

نواب زادہ صاحب کے بعد پاکستان کے مشہور شاعر جناب مشیر کاظمی صاحب تشریف لائے اور اپنے کلام سے سامعین کو نوازا۔ جناب مشیر کاظمی کے بعد جناب ملک قاسم کی باری آئی، لیکن اس سے پہلے بارانِ رحمت شروع ہونے کے ساتھ ساتھ اسٹیج کے عقب سے اینٹوں اور پتھروں کی بارش بھی ہونے لگی تھی۔ محاذ کے رہنماؤں کی خدمت کا یہ فرض پولیس کے نوجوان سرانجام دے رہے تھے۔ ایک پتھر ملک محمد قاسم صاحب کی ٹانگ پہ لگا جس سے وہ تڑپ کر رہ گئے۔ عوام کے فلک شگاف نعروں نے کچھ دیر کے لیے پتھر برسانے والوں کو سستانے پر مجبور کر دیا۔

اِکا دُکا لوگ اٹھتے نظر آئے تو ملک صاحب گرجے: "زندہ دلانِ لاہور اگر پاکستان کو اندرونی اور بیرونی آفتوں سے بچانا ہے تو اس طرح بھاگنے سے کام نہیں بنے گا۔ جب تک مصائب جھیلنے کی قوت پیدا نہیں کرو گے، ملک میں خطرات کے بادل یونہی منڈلاتے رہیں گے۔

میری ٹانگ پر پولیس اور پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے ابھی ایک اینٹ ماری ہے جس سے مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ میں پھر بھی کھڑا ہوں لیکن تم بارش کے چند قطرات ہی سے ڈر رہے ہو"، ملک محمد قاسم صاحب نے صحافیوں کو

مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"میرے صحافی بھائیو!

آپ اپنا فرض کیوں ادا نہیں کرتے تمہارے بھی ملکی سلامتی کے لیے فرائض ہیں۔ آپ اگر اپنے فرائض سے یونہی غفلت برتتے رہے تو خدانخواستہ پاکستان مر جائے گا۔ کیا تم اس وقت اس کا مرثیہ لکھوگے، لیکن جب آپ کا مرثیہ پڑھنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔

ملک صاحب بادلوں کے ساتھ ہی گرجتے اور برستے رہے، حتیٰ کہ بادلوں نے رخت سفر باندھا اور ستارے چمکنے لگے۔ اسٹیج پر وقفوں سے پتھر آتے رہے اور دھماکے ہوتے رہے، لیکن جلسہ بڑے نظم وضبط کے ساتھ جاری رہا۔ ملک صاحب کے بعد سردار عبدالقیوم صاحب نے آزاد کشمیر کے خلاف سازشی چہروں کو بے نقاب کیا۔

آخر میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور دامت برکاتہم العالی نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس باغ سے ہمارے اسلاف اور رہنماؤں کی یادیں اور ہماری تاریخ وابستہ ہے۔ اسی جگہ مولانا محمد علی جوہرؒ، ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قوم سے مخاطب ہو چکے ہیں آج ہم بھی اسی تاریخی مقام سے ملک کی سلامتی کے لیے تحریک جاری کر رہے ہیں۔ ہم حکومت کی دھمکیوں، گولیوں، دھماکوں اور پتھروں سے نہیں گھبرائیں گے۔

ہم عہد کر کے میدان میں آئے ہیں اور اپنے اسلافؒ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ملک کی کشتی کو مسائل اور سازشوں کے گرداب سے نکالیں گے۔

مولانا کی تقریر کے دوران سرکاری "پالتوؤں" نے بجلی کا کنکشن کاٹ دیا اور پتھراؤ شروع کر دیا لیکن شائد انہیں یہ علم نہ تھا کہ یہ ہستی کس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری جنہوں نے ایوب مارشل لاء کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور علی الاعلان اس کی خلاف ورزی کی، انہی کے عظیم المرتبت والد تھے۔ اور خود مولانا نے ایوب آمریت کو اس وقت للکارا جب ہر طرف ہو کا عالم تھا۔

مولانا کی تقریر کے دوران قانون کے محافظ اسٹیج پر پتھر برسا رہے تھے۔ پتھروں سے بچنے کے لیے کارکنوں نے کرسیاں سروں پر اٹھائی ہوئی تھیں، مگر مولانا عبیداللہ انور بھٹو آمریت کے پرخچے اڑا رہے تھے۔ اس نازک موقع پر مولانا کے اطمینان قلب اور جرأت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاؤں میں ادنیٰ سی لرزش بھی پیدا نہ ہو سکی۔ آپ عوام کو نظم وضبط اور اتحاد و یگانگت کی تلقین کرتے رہے اور عوام گوش برآواز سنتے رہے۔

اس دوران بھٹو شاہی کے خلاف زندہ دلانِ لاہور کے فلک شگاف نعروں نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ مولانا کے عزم وثبات کا یہ عالم تھا کہ وہ زبانِ حال سے اس شعر کی تصویر بنے ہوئے تھے: ؎

آئین جوان مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مولانا کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر [illegible] جلسہ کے اختتام پر پولیس کی طرف سے نمک حلالی کا ثبوت یوں فراہم کہ ایک پتھر پھر ملک قاسم صاحب کے سر میں لگا جس سے وہ زخمی ہو گئے

عوام کا جوش و خروش قابلِ دید تھا۔ آخر تک نعرے لگاتے رہے۔ اور آمریت کے کل پرزے شائد اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے ہوں۔ عین ممکن ہے کہ ان کی اس کارکردگی پر انہیں عارضی ترقی کی خوشخبری سے بھی نوازا جائے مگر افسوس کہ یہ خفاش صفت اپنے انجام سے بے بہرہ ہیں۔

کچھ کارکنوں کو بھی چوٹیں آئیں۔

بقیہ: دوسری عالمی جنگ

یا تو تباہ کر ڈالے یا جرمنی لے گئے سوویت یونین کو جو مالی نقصان برداشت کرنا پڑا اس کا اندازہ ۲۶ کھرب روبل کیا گیا ہے۔

برطانیہ میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ مکانات، عمارتیں اور دوسری تعمیرات ہوائی حملوں کے دوران میں یا تو برباد ہو گئی تھیں یا انہیں نقصان پہنچا تھا۔ اسی طرح فرانس، ہالینڈ، پولینڈ، یوگوسلاویہ یونان اور دوسرے ملکوں میں بہت سارے مکانات اور غیر فوجی تعمیرات کو نازیوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔

فاسسٹ دشمن اتحادیوں کی ہوائی فوجوں نے نازی فوجی قوت کے مرکزوں کو نشانہ بنایا۔ خود جرمنی ہی میں انہوں نے ۱۵ لاکھ مکانوں اور عمارتوں کو برباد کر دیا جس سے جنگ کے بعد کے اعداد و شمار کے بموجب، ۷،۵ لاکھ جرمن جائے رہائش سے محروم ہو گئے۔ یہ تھی وہ قیمت جو جرمن عوام اور دنیا کو نازی مہم بازی کے لیے ادا کرنی پڑی۔

بقیہ: مفتی محمود کا خطاب

ہنگامی حالات کا خاتمہ اور دفعہ ۱۴۴ اٹھانے کا اعلان کیا جائے سرکاری اور نیم سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ حکومت کی حمایت اور اپوزیشن کی مخالفت میں یک طرفہ پروپیگنڈہ بند کیا جائے۔ ملک میں روز افزوں بے حیائی، بدامنی اور غنڈہ گردی کی مؤثر روک تھام کی جائے تمام گرفتار شدہ طلباء اور مزدوروں کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے ضلع ہزارہ کے گزارہ جات پر عائد شدہ پابندیاں ختم کی جائیں اور مالکان کے حقوق بحال کیے جائیں ۲۰ر فروری کے پارلیمانی معاہدے پر مکمل طور پر عملدرآمد کیا جائے ملک میں اسلامی قانون رائج کیا جائے موجودہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اسے چاہیے کہ فوری طور پر مستعفی ہو کر اقتدار چیف جسٹس آف پاکستان کے حوالے کر دے جو بلاتاخیر آزادانہ و منصفانہ فضا میں عام انتخابات

رپورٹ : محمد یوسف ولی اللّٰہی

مری میں دس روزہ تربیتی کیمپ ختم ہوگیا

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام دس روزہ تربیتی کیمپ مری (بوربن) میں یکم جولائی ۷۵ء سے شروع ہوا۔ جس میں ارکان مجلس شوریٰ پنجاب اور اعزازی ممبران شوریٰ شریک ہوئے۔

شمولیت

● ٹھیڑی ضلع خیرپور (سندھ) میں ۲۵ طالب علموں نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے شامل ہونے والوں میں جناب منظور احمد قلبوتہ، جناب محمد اسماعیل قاضی، جناب محمد طاہر قاضی، جناب قمرالدین شیخ، جناب عبدالحمید شیخ جناب بشیر احمد شیخ، جناب ولی محمد شیخ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ شامل ہونے کے بعد ان تمام دوستوں نے قائد طلباء جناب اسلوب قریشی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

● کروڑ لعل عیسن ضلع مظفر گڑھ میں ۵ طلبا نے اسلامی جمعیۃ طلبا سے مستعفی ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ جناب شاہد ظفر صاحب، جناب قمر سعید صاحب، جناب محمد سرور صاحب، جناب محمد شفیع صاحب، جناب اشفاق احمد صاحب

● چشتیاں ضلع بہاول نگر میں درج ذیل ساتھی جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہوئے ہیں جناب محمد اکرم جناب منیر احمد جناب بشیر احمد جناب شاہد محمود، جناب محمد عبداللہ، جناب محمد ادریس، جناب عبدالعزیز، جناب سمیع اللہ

● چنیوٹ ضلع جھنگ میں جناب عبدالرحمٰن اور جناب منیر احمد ندیم نے بھی جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے

● پشاور میں جناب امین الدین دیروی اسلامی جمعیۃ طلباء سے مستعفی ہو کر ۵۰ ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہوتے ہیں۔

کراچی

یونین ایس ایم آرٹس کالج کراچی کے زیر اہتمام محفلِ مقابلہ حسنِ قراءت و نعت منعقد ہوئی۔ جناب نیک محمد خٹک (نو منتخب صدر یونین) کے اصرار پر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری جناب مطلوب علی زیدی اور جناب رانا شمشاد علی خاں اس پروگرام شریک ہوتے۔ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری صا مہمان خصوصی تھے جبکہ سید مطلوب علی زیدی اور جناب رانا شمشاد علی خاں نے منصفین کے فرائض انجام دیئے۔ جناب عطاء اللہ شہباز رکن جمعیۃ طلباء اسلام (نیشنل کالج) مقابلہ حسنِ قراءت میں اوّل آئے۔

جناب رانا شمشاد علی خاں

نے کراچی میں درج ذیل مقامات کا دورہ کیا اور جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام طلباء تک پہنچایا۔

ایس ایم آرٹس کالج، تعلیم الاسلام کالج۔ جامعہ فاروقیہ، دارالعلوم لانڈھی۔ جامعہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن۔

● کراچی کے درج ذیل کالجز میں یونٹ سیکرٹری مقرر کیے گئے جن کی تفصیل یہ ہے

۱۔ سندھ مسلم لاء کالج	جناب حفظ الرحمٰن
۲۔ سندھ مسلم آرٹس کالج	جناب حمید الحق
۳۔ سندھ مسلم کامرس کالج	جناب فاروق طارق
۴۔ اسلامیہ لاء کالج	جناب عبدالوحید
۵۔ اردو کالج	جناب رحیم بخش
۶۔ نیشنل کالج	جناب عطاء اللہ شہباز
۷۔ سپریئر سائنس کالج	جناب شکیل احمد
۸۔ علامہ اقبال کالج	جناب عقیل احمد
۹۔ لیاقت کالج	جناب انوار احمد
۱۰۔ جامعہ ملّیہ کالج	جناب تنویر احمد
۱۱۔ علامہ اقبال کالج (شام)	جناب نسیم احمد
۱۲۔ تعلیم الاسلام کالج	جناب حسن المآب
۱۳۔ عبداللہ ہارون کالج	جناب گل محمد
۱۴۔ سٹی کالج (شام)	جناب بخت جمال
۱۵۔ اسلامیہ آرٹس کالج	جناب شبیر باز

یونین الیکشنز

جمعیۃ طلباء اسلام سے منسلک درج ذیل طلباء یونین الیکشنز میں کامیاب ہوئے۔

جناب جمشید خاں صدر یونین سٹی کالج کراچی
〃 گل محمد کونسلر 〃 عبداللہ ہارون کالج کراچی
جناب تحصیل خاں کونسلر یونین علامہ اقبال کالج کراچی
〃 محمد رفیق جائنٹ سیکرٹری 〃 طبیہ کالج کراچی
〃 عبدالستار سی۔ آر تعلیم الاسلام کالج

پشاور

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع پشاور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب عبدالحفیظ پشاور میں ہوا۔

اجلاس میں جناب جاوید ابراہیم پراچہ، جناب فضل الرحمان، جناب حافظ یٰسین جناب قیلہ ایاز جناب ڈاکٹر سلطان جناب عبدالرزاق جندول اور جناب احسان الحق شریک ہوئے

اجلاس میں مختلف دوستوں نے تقاریر کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں اسلامی نظام صرف علماء حق کی قیادت میں ہی آسکتا ہے۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمود کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور قائد طلبہ جناب محمد اسلوب قریشی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

سوات

سوات میں تنظیمی مہم بڑی تیزی سے جاری ہے پچھلے دنوں سوات میں ضلعی سطح پر ایک افتتاحی تقریب ہوئی اس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب بھی شریک ہوئے اجلاس میں متعدد طلباء نے تقاریر کیں اور جمعیۃ طلباء اسلام کے اغراض و مقاصد پر جناب فضل الرحمان صاحب نے مفصل خطاب کیا۔ جناب فضل الرحمان صاحب نے ضلع سوات کے درج ذیل مقامات کا دورہ کرکے تنظیمیں قائم کیں۔

عزم نمبر ٦

مطلوبہ تعداد سے مطلع کریں رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ (قیمت فی پرچہ ٥٠ پیسے)

مدرسہ مظہر العلوم (سوات)

صدر : جناب عبدالباری کوہستانی
نائب صدر : " محمد اکبر بلوچستانی
ناظم عمومی : " فضل محمد الائی ہزارہ
ناظم : " عبدالودود کوہستانی
ناظم نشریات : " حبیب الرحمٰن الائی ہزارہ
خازن : " عبداللطیف سواتی

دارالعلوم تعلیم القرآن لیلونی (سوات)

صدر : جناب محمد حاجی
نائب صدر : " عبداللہ
ناظم عمومی : " فضل الرحمٰن
ناظم : " محمد شیریں

مدرسہ اسلامیہ عربیہ پٹن (سوات)

صدر : جناب صدیق اللہ
نائب صدر : " محمد صوفی۔ جہالکوٹ
ناظم عمومی : " برہان الدین
ناظم : " بہادر خان

ہنگو شہر (کوہاٹ)

صدر : جناب محمد شیریں پراچہ
ناظم عمومی : " محمد امین جان

گورنمنٹ کمرشل کالج (کوہاٹ)

صدر : جناب میر شہباز وزیر
نائب صدر : " اکبر علی خٹک
ناظم عمومی : " میر شاہ جہان
ناظم : " کمال خٹک
خازن : " نور شاہ جہان

گورنمنٹ ڈگری کالج (کوہاٹ)

صدر : جناب عصمت اللہ وزیر بی۔ ایس۔ سی فائینل
نائب صدر : جناب محب اللہ بی۔ ایس۔ سی فائینل
ناظم عمومی : " شراب الدین خٹک " " "
ناظم : " یوسف جان ایف اے فائینل
ناظم نشریات : " جناب لعل نواز خٹک

معیار (ضلع مردان)

صدر : جناب سبحان اللہ
نائب صدر : " فضل ربی قریشی
ناظم عمومی : " مراد علی گلزار
ناظم : " محمد جہان زیب
ناظم نشریات : " زبیر احمد نصیر
خازن : " منظر الحق

ملتان شہر

صدر : جناب رانا سلطان محمود اختر گورنمنٹ سائنس کالج
نائب صدر : " محمد ابراہیم خالد " کالج آف ٹیکنالوجی
ناظم عمومی : " عبیداللہ انور، ڈگری کالج بوسن روڈ
ناظم : " محمد احمد لدھیانوی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم
: " نثار احمد انصاری گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ
ناظم نشریات : " محمد اسلم شاد گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی
خازن : " سید عابد علی بخاری مدرسہ عربیہ خیر المدارس

انتقال پر ملال

جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کے خازن جناب محمد اعجاز انجم کی والدہ ماجدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کے سرگرم کارکن جناب نجم اکبر مرزا کے بھائی انجم اکبر مرزا اچانک وفات پاگئے۔

جناب مشتاق احمد اعجاز منچن آباد کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منتقلی دفتر : دفتر جمعیۃ طلباء اسلام ملتان چوک حسین آگاہی کی بجائے لوہاری گیٹ (بالمقابل ہسپتال حیوانات) میں منتقل ہوگیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر بی۔ اے بھیروی

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں!

پنجاب کے ہر علاقے کی ترقی کے لیے جامع منصوبہ بنا لیا گیا۔ (حنیف رامے)

کون سے معاملے میں ترقی؟ کیا مہنگائی، فحاشی اور بدمعاشی کے معاملے میں ترقی مطلوب ہے؟ تو اس سلسلہ میں پورا ملک کافی ترقی یافتہ ہے۔

عوام ملک کی خوشحالی کے لیے کام کریں۔ (جتوئی)

کیا اس لیے کہ حکمران ملک کی حالی کے لیے کام کرتے ہیں۔

پاکستان سوشل ایسوسی ایشن منشور پر عمل کرے گی۔ (ایک بیان)

کیا پیپلز پارٹی کی طرح؟ اس بات پر کوئی صاحب حیران نہ ہوں کیونکہ پیپلز پارٹی نے جب ایک بھی غریب نہ رہنے دینے کا وعدہ کیا تھا تو اس سے مراد ہر غریب کو امیر بنانا نہیں مقصود تھا۔ بلکہ بندِ حیات سے آزاد کرا کے روئے زمین سے اس کا وجود محو کر دینا مطلوب تھا۔ اسی لیے پیپلز پارٹی کے دور میں دن رات مہنگائی، فحاشی اور بدمعاشی بڑھ رہی ہے جس کی بدولت غریب دن رات مر رہے ہیں۔ ایک وعدہ عوام کو خوشحال کرنے کا تھا۔ تو لوگوں نے غلطی سے عوام کے زمرے میں ہر شخص کو شامل کر لیا۔ حالانکہ عوام سے پیپلز پارٹی کی مراد پیپلز پارٹی کے ارکان تھے اب اگر اسی پر کسی کو تعجب ہے تو وہ کسی بھی انگریزی دان سے پیپلز کا ترجمہ پوچھ کر تشفی حاصل کر سکتا ہے۔ اب اگر کوئی سوچے کہ عام مخلوق کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا تو ان کے لیے کوئی اور نام منتخب کیا جائے۔ آخر حکمران پارٹی کے ارکان اور محکوموں کے درمیان کچھ تو فرق ہونا چاہیئے۔

ارکانِ اسمبلی پلاٹ، کاروں اور ٹریکٹروں کے پرمٹ لینے کے لیے ایوان میں آتے ہیں۔ (سرور جوڑا)

اور کوئی چیز تو ایوان میں ملتی نہیں یعنی عوامی حقوق وغیرہ جس کے لیے اپوزیشن ایوان میں آیا کرتی تھی اب یہ نہ ملنے کی وجہ سے ایوان میں نہیں آتی۔ اب اسمبلی میں آنے والے ارکان یہ چیزیں بھی حاصل نہ کریں تو اسمبلی میں ان کے آنے کا کیا فائدہ۔

ملتان شہر میں نکاسئ آب کے منصوبے پر اس سال ۴ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ (ایک خبر)

اس رقم میں افسروں کے فضلِ ربّی کا تعیّن ہو جاتا ہے تو عوام کو حقیقی اخراجات معلوم ہو جائیں۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی والے ہی اس کا صحیح جواب دے سکتے ہیں۔

سرخ مرچ کی نایابی۔ (ایک خبر)

کیا اس لیے کہ عام صرف نمک کھا سکیں۔ اور نمک حلالی یا نمک حرامی کے مقابلے میں ترقی کر سکیں۔

سوجی کا کوٹہ بڑھایا جائے۔ (ایک مطالبہ)

ضرور بڑھایا جائے۔ کیونکہ آج کل پیپلز پارٹی والوں کی حلوہ خوری زوروں پر ہے۔

حکومت اپوزیشن کا بائیکاٹ ختم کرانے کے لیے ہر قابلِ عمل تجویز پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔ (بھٹو)

مگر اپوزیشن قابلِ عمل تجاویز پر غور کرانے کی بجائے عمل کرانا چاہتی ہے۔

مزدوروں کی فلاح و بہبود پر تین کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ (ایک خبر)

مگر فلاح و بہبود تو اس رقم سے مزدوروں کی بجائے افسروں کو زیادہ ہو گی۔

بارہ مولا میں بھوکے عوام پر پولیس کا زبردست لاٹھی چارج۔ (ایک خبر)

روٹی کی عدم موجودگی میں "سوٹی" ہی سے کام لیا جا سکتا ہے۔

تعلیمی اداروں میں نئی نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کی ضرورت ہے۔ (ایک بیان)

مگر اس سے زیادہ ضرورت سیاسی اداروں میں قدیم نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کی

پنجاب میں سپاہ دانش کی سکیم ختم کر دی گئی۔ (ایک خبر)

تو کیا اب سپاہ جہالت قائم کی جائے گی۔ ویسے اگر کوئی ایسا منصوبہ زیرِ عمل لایا جائے تو اس کی زیادہ تر پیپلز پارٹی ہو گی۔

افغانستان بھارت کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔ (قیوم)

ہاتھوں میں کھیلنے کا طریقہ غالباً خان قیوم سے سیکھا گیا ہو گا۔ کیونکہ ان سے زیادہ اس فن میں مہارتِ تامہ کا شاید ہی کوئی حامل ہو۔

قمر ہاشمی

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کی چھ ماہی کارکردگی کی رپورٹ!

بخدمت اقدس حضرت امیر صاحب جمعیۃ علماء اسلام پنجاب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

حکم کے مطابق اس مرتبہ چھ ماہ کی کارگذاری ارسال خدمت ہے۔ آئندہ انشاء اللہ ہر تین ماہ کی سہ ماہی رپورٹ ارسال کرتے رہیں گے۔

ماہ جنوری میں مرکز کے حکم کے تحت ہزارہ اور سوات کے زلزلہ زدگان کے لیے مہم چلائی گئی جس پر مبلغ ۵۱۵۹/- نقد اور دس ہزار مالیت کا سامان جمع کیا گیا۔ بعد ازاں رقم اور سامان مرکز کی ہدایت کے مطابق پشاور دفتر جمعیۃ میں پہونچا دیتے گئے۔

اس چھ ماہی میں جمعیۃ ضلعی نے پورے ضلع کا وسیع دورہ کیا۔ ہر مقام پر عام جلسے اور معززین سے ملاقات کی اور جمعیۃ کی دعوت اور ملکی حالات پر خطاب اور تبادلۂ خیال کیا گیا۔ ان اجتماعات میں حاضری توقع سے زیادہ تھی اور لوگوں نے جمعیۃ کی دعوت کو سنا اور بعض حضرات نے شمولیت کا اعلان بھی کیا۔ ان اجتماعات کی تعداد ساٹھ ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف اوقات میں ضلع کے بعض اہم مقامات پر اجتماعات منعقد کرتے رہتے ہیں۔

اس وقت متحدہ جمہوری محاذ میں ایک فعال جماعت کی حیثیت سے جمعیۃ کا کام کر رہی ہے۔ محاذ کی ضلعی صدارت بھی جمعیت کے پاس ہے۔

اس چھ ماہی میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، نے بھیرہ اور جھاوریاں میں عظیم الشان اجتماع اور کارکنوں سے ملکی حالات پہ خطاب فرمایا۔ اس دوران مبلغ گیارہ صد روپیہ مرکز کی امداد بھی کی گئی۔

آخر میں میں پورے ضلع کی جمعیۃ کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اکابرین کے ادنیٰ اشارے پر ہر قسم کی جانی و مالی قربانی کے لیے ہمیں تیار پائیں گے۔

احقر الانام، جلال الدین، ناظم عمومی
جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا

گوشوارہ آمد و خرچ ضلعی جمعیۃ سرگودھا

سابقہ بقایا ۷۴ء	۱۱۳۴/--	روپے
آمدن جنوری تا جون ۷۵ء	۶۵۸۳/--	،،
کل آمدن:	۷۷۱۷/--	،،
کل خرچہ:	۶۴۵۷/--	،،
بقایا:	۱۲۶۰/--	،،

تفصیل خرچہ

امداد زلزلہ زدگان:	۴۶۳۱/--	،،
،، برائے مرکز:	۱۱۰۰	،،
خرچہ دورہ ضلعی اجتماعات	۶۰۰	،،
تواضع مہمانان دفتر	۱۱۰/۲۰	،،
خرچہ ڈاک:	۱۵/۸۰	،،
کل خرچہ	۶۴۵۷/--	،،

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کا یک روزہ کنونشن

۴ر رجب، مطابق ۱۳/ جولائی بروز اتوار جامع مسجد بگڑ والی خوشاب میں ہوگا۔ کنونشن کی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست صبح ۹ بجے اور دوسری نشست بعد نماز عشا ہوگی، کنونشن میں مولانا قاری عبد السمیع صاحب نائب امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب، مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، مولانا قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ ناظم جمعیت علماء اسلام پنجاب، مولانا محمد رمضان صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، مولانا مولا بخش امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا، مولانا جلال دین ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا۔ مولانا صالح محمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر شرکت کریں گے۔ اس کے علاوہ جمعیۃ طلبائے اسلام کے ضلعی رہنما بھی شرکت فرمائیں گے۔

جمعیۃ کے رہنماؤں پر مقدمہ

چوکی گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی پولیس نے جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ مولانا غلام محمد احمد لدھیانوی، ناظم ضلع ڈاکٹر غلام محمد مولانا عبد الرؤف فاروقی جمعیۃ طلباء اسلام کے جنرل سیکرٹری محمد فاروق، محمد زبیر بٹ

اور شاعر امیر حسین امیر کے خلاف تحفظِ امن عامہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت کیس رجسٹرڈ کر لیا ہے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ دنوں متحدہ جمہوری محاذ کی اپیل پر یوم کشمیر کے سلسلے میں جمعیت علما اسلام حلقہ رسول پورہ گوجرانوالہ کے جلسۂ عام میں ان رہنماؤں نے تقاریر کی تھیں اور یہ مقدمہ انہی تقاریر کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔

تعزیتی جلسہ

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل گوجرانوالہ کے ناظم مولانا عبدالکریم قریشی کے والد محترم کی وفات حسرت آیات کے بعد بھروکی درکاں کی جامع مسجد میں مقامی جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک تعزیتی جلسۂ عام منعقد ہوا جس سے مولانا زاہد الراشدی، ڈاکٹر غلام محمد اور مولانا عبدالرؤف فاروقی نے خطاب کیا۔ جلسہ کے اختتام پر مرحوم کو ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام بہاول پور

کا ایک اجتماع زیر صدارت امیر شہر محمد یٰسین صاحب منعقد ہوا۔ جس سے مبلغ جمعیت بہاولپور جناب مولانا عبدالستار صاحب نے تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ ہماری تمام پریشانیوں اور تکالیف کا سبب اسلام سے روگردانی ہے یہاں مجد پھی ہٹہ میں عوام کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوتے کارکنوں سے کہا کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتے اس وقت تک ہمارے دکھوں کا مداوا نہیں ہو گا۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ کچھ لوگ ملک میں سوشلزم کا پرچار کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا ہمیں سوشلزم کی نہیں نظام اسلامی کی ضرورت ہے۔

آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ آپ حضرت جمعیت علماء اسلام میں شریک ہوکر تعاون فرمائیں۔

دعائے صحت

گذشتہ دنوں بہاول پور جمعیۃ علما اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت امیر جمعیۃ علماء اسلام بہاول پور شہر محمد یٰسین صاحب منعقد ہوا جس میں درود شریف کا ورد پڑھا گیا اور غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی صحت کے لیے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو بہت جلد شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور مسلمانان پاکستان کے لیے بالخصوص اور عام مسلمانان عالم کے لیے بالعموم ان کے سایہ کو تا دیر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اجلاس میں ضلعی امیر غلام سرور خان نے اپنی تقریر میں جمعیۃ علماء اسلام کے امیر محمد یٰسین کی خدمات کو سراہا اور جمعیت کی کارکردگی پر اظہار اطمینان کیا اور مزید پروگرام کہ آئندہ شہر سے باہر کے علاقوں کا دورہ کیا جائے اور جمعیت کی شاخیں قائم کریں۔

ضرورت رشتہ

ایک امام مسجد نیک صالح بااخلاق لاولد قوم ارائیں مالک دکان و مکان تجارت دکانداری، عمر تقریباً پچاس سال کے لیے کسی نیک سیرت بیوہ وغیرہ کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات اور جہیز وغیرہ کی کوئی شرط نہیں۔

مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
مفتی محمد عبدالحلیم۔ شیخ لاہوری جھنگ صدر

عارف والا میں ہفت روزہ
ترجمان اسلام
اشتیاق جنرل سٹور سے حاصل کریں۔

بقیہ اداریہ

پہلے سے زیادہ منظم، پہلے سے زیادہ متحد اور پہلے سے زیادہ چاق و چوبند ہو کر رابطۂ عوام کی مہم سر کریں۔

حکومت اور اس کے کارندے جس قسم کی فسطائی ذہنیت اور چھوٹے پن کا مظاہرہ کر رہے ہیں، بعید از قیاس نہیں۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر آہنی دیواروں پر پتھر پھینکنے والے یہ نادان اپنے انجام سے بے خبر رہ کر مبتذل سے مبتذل حرکت کرتے ہوئے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ان انجام فراموشوں، شپر صفت نادانوں کو نہیں معلوم کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

ہم ارباب اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ سیاست کو بازیچۂ اطفال نہ بنائیں۔ سیاسی مخالفین کو زیر کرنے کے اور بہت سے طریقے ہیں۔ ملک کی بقا اور سالمیت کو اپنے ناپائیدار اقتدار کی قربان گاہ پر بھینٹ نہ چڑھائیں۔ یہ ملک بے بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تمہاری میں نہ مانوں اور بچگانہ حرکتوں کی نذر ہو جائے۔ اس سے پہلے اس قسم کے حربوں کا جو تلخ تجربہ آدھے سے زیادہ ملک گنوا کر ہوا ہے، اس سے عبرت حاصل کریں۔

یہ درست ہے کہ ملک کی تخلیق و تاسیس کے سلسلے میں موجودہ قیادت کا حصہ نہیں لیکن اس کا یہ مطلب کب ہے کہ اس کی شکست و ریخت کے درپے ہونا جائز ہے۔

ترجمان اسلام
میں
اشتہارات
دیکر ادارے سے تعاون فرمائیں

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

ہمارا نصب العین + خدا کی زمین پر خدا کا نظام

جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام

اسلام زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

کل پاکستان

نظامِ شریعت کنونشن

۱۲، ۱۳/ شوال ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۸، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ و اتوار

بمقام

گوجرانوالہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں علماء کرام، وکلاء، طلباء، مزدور کسان، تاجر، صنعت کار اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام شریک ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ سیاسی، اقتصادی، قانونی و معاشرتی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے لیے تجدید عہد کریں گے — تفصیلی پروگرام کا اعلان جلد کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ —

(مولانا) عبیداللہ انور صدر
(مولانا) مفتی عبدالواحد ناظم اعلیٰ
و دیگر اراکین مجلس استقبالیہ نظامِ شریعت کنونشن کل پاکستان